رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۶

شرح چندہ
ہندوستان سے سالانہ [illegible] ششماہی [illegible]
[illegible] ۵/ [illegible]
[illegible]

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

فاروق
قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷ ۔ ۱۴ ۔ ۲۱ ۔ ۲۸ ۔

جلد ۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷/۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴/۲۱ ستمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۲/۲۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ علاقہ پالم پور میں رونق افروز ہیں۔ حضور کی صحت خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے۔

(۲) ۲۰ ستمبر بروز جمعہ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ کے اعلان کے مطابق قادیان کی احمدیہ جماعت اور تمام بیرونی نیشنل لیگوں نے یوم احتجاج مسجد شہید گنج سیاہ جھنڈیوں اور سیاہ نشانوں سے منایا اور قادیان میں بعد نماز جمعہ ماتمی جلوس نکالا گیا۔ اور بعد مغرب مسجد شہید گنج کے انہدام کے خلاف جلسہ کر کے تقریریں کی گئیں۔ اور امن کے ساتھ آئینی جد و جہد سے مسجد کی واپسی کے لئے حاضرین کو ہدایات دی گئیں۔

(۳) خاکسار ایڈیٹر فاروق ایک ضروری کام کے لئے دو بار لاہور گیا۔ اور وہاں کئی روز رہنا پڑا۔ اسی وجہ سے ۱۴ ستمبر کا فاروق شائع نہ کر سکا۔ اب یہ دو ہفتہ کا ۱۴ و ۲۱ ستمبر کا پرچہ اکٹھا شائع کیا جاتا ہے۔ اس معذوری کو احباب معاف فرماویں

احرار کو مباہلہ کا چیلنج اور اس کی مزید تشریح

(از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ)

مَیں نے پچھلے خطبۂ جمعہ میں دو باتیں بیان کی تھیں اور اُن کے متعلق یہ تجویز بتائی تھی۔ کہ اگر احرار یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ تو وہ اس کے فیصلہ کے لئے مباہلہ کر لیں۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ سے فیصلہ چاہیں۔ اول۔ اس پر کہ احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ یا عزت۔ اور دوسرے اس پر کہ خانہ کعبہ کو بُرا کہتے ہیں۔ اور اس کا احترام نہیں کرتے۔ یا تمام دیگر مقامات سے اعلیٰ اور مقدس سمجھتے ہیں۔ ان دونوں امور کے لئے میں نے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ کیونکہ ہم پر یہ ایک مذہبی اتہام ہے اور اس بارہ میں ان کا جھوٹ بہت سے لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے۔ میں نے ان کے اخبار میں پڑھا ہے کہ مولوی مظہر علی صاحب اظہر قادیان آئیں گے۔ اور یہاں آکر اس کا جواب دیں گے۔ میں نہیں سمجھتا جو جواب وہ یہاں آکر دیں گے وہ کس طرح درست ہو سکتا ہے میرا خطبہ تو اخبار میں چھپ جاتا ہے۔ اور اس طرح وہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا اخباروں میں کوئی مضمون چھاپ دیا جائے۔ بلکہ مجھے اس میں سہولت ہوتی ہے میں بولتا جاتا ہوں۔ اور لکھنے والے لکھتے جاتے ہیں۔ مگر اس کا جواب وہ آجکل کوئی نہیں دیتے۔ بلکہ اعلان کرتے ہیں کہ ۱۳ تاریخ کو قادیان آکر مسجد میں جواب دینگے۔ اس مسجد میں کہ جس میں جب ہمارا رپورٹر رپورٹ لینے کے لئے گیا۔ تو پولیس کے ذریعہ اسے نکال دیا گیا۔ اور گرفتار کر لینے کی دھمکی دی گئی۔ زبانی طور پر احمدی رپورٹر کو وہاں سے نکالنے کے علاوہ احمدیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو تحریری نوٹس بھی دیا گیا تھا۔ کہ ان کے رپورٹر اس مسجد میں گئے۔ تو ان پر ۱۰۷ کا مقدمہ چلایا جائیگا یہ نوٹس مجسٹریٹ علاقہ کی طرف سے تھا۔ اور ناظر امور عامہ۔ اور لوکل انجمن کے پریذیڈنٹ میر قاسم علی صاحب کو دیا گیا تھا۔

بہرحال ایک ایسی مسجد جہاں احمدیوں کو جاکر نوٹ لینے کی بھی اجازت نہیں اُس میں کھڑے ہو کر کوئی اعلان کرنے کے معنے سوائے اس کے کیا ہو سکتے ہیں۔ کہ وہاں فخریہ طور پر کہدیا جائے کہ

آؤ اور مقابلہ کر لو

اور غرض صرف یہ ہو۔ کہ وہاں نہ کوئی آنے جانے والا ہوگا۔ اور نہ اس چیلنج کا جواب دے گا۔ علاوہ ازیں اس موقعہ پر دوسرے احرار لیڈر بھی نہ ہوں گے۔ جن کا مباہلہ میں شامل ہونا ضروری ہے۔ میری طرف سے چیلنج بالکل واضح ہے۔ اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جسے کوئی معقول آدمی رد کر سکے۔ ان کا مرکز لاہور ہے۔ اور میں نے تسلیم کر لیا ہے کہ ہم وہاں آجائیں گے۔ گورداسپور پر انہیں بہت فخر ہے اور میں نے کہدیا ہے کہ ہم وہاں آجائیں گے پھر ہم نے ان پر دوسرے مسلمانوں میں سے کوئی خاص شخصیت پیش کرنے کی قید نہیں لگائی۔

جماعت احمدیہ کا امام مباہلہ میں شامل ہوگا

اس کے بھائی ہوں گے۔ صدر انجمن کے ناظر ہونگے۔ اور تمام بڑے بڑے ارکان ہوں گے۔ ان کے علاوہ پانسو یا ہزار دوسرے معزز افراد جماعت بھی ہوں گے۔ احرار کے متعلق میں نے صرف یہ کہا ہے۔ کہ احرار کے پانچ لیڈر یعنے مولوی مظہر علی صاحب اظہر۔ چوہدری افضل حق صاحب۔ مولوی عطاء اللہ صاحب۔ مولوی داؤد غزنوی صاحب۔ اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب ہوں۔ گویا ہم ان سے جو مطالبہ کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ پابندی اپنے پر لگاتے ہیں۔ ان میں خلیفہ کوئی نہیں۔ اور نہ ہی کوئی خلافت

ہی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کی طرف سے خلیفہ ہوگا۔ اور ذمہ وار ارکان ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے مرد ممبر ہوں گے۔ اور اس کے مقابلہ میں ان کے صرف پانچ لیڈر میں نے ضروری رکھے ہیں۔ باقی جن کو بھی وہ اپنا نمائندہ بنا کر لائیں گے۔ ہم ان کو مان لیں گے۔ اس مباہلہ میں تقریروں کا بھی اتنا سوال نہیں۔ کیونکہ یہ کوئی مسئلہ نہیں بلکہ واقعات ہیں اور صرف پندرہ منٹ اپنے عقیدہ کے بیان کے لئے کافی ہیں۔ پندرہ منٹ میں ہم اپنا عقیدہ بیان کر دیں گے۔ اور اتنے ہی عرصہ میں وہ کہہ سکتے ہیں کہ جو یہ کہتے ہیں غلط ہے۔ حقیقتاً یہ ایسا نہیں مانتے۔ اس میں دلائل وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں۔ لمبی تفصیلات کی ضرورت مسائل میں ہوتی ہے۔ لیکن یہ مباہلہ واقعہ کے متعلق ہے۔ وہ کہتے ہیں احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں اور مکہ مکرمہ کی عزت نہیں کرتے۔ اور ہم کہتے ہیں یہ غلط ہے۔ باقی رہے مباہلہ میں شامل ہونے والے آدمی۔ سو ہم نے کسی چھوٹی موٹی جماعت کو چیلنج نہیں دیا۔ بلکہ آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت کو دیا ہے۔ اور اتنی بااثر جماعت پانسو یا ہزار آدمی ایک محلہ سے جمع کر سکتی ہے۔ ہاں اپنی جماعت کے دوستوں کی سہولت کے لئے میں یہ کہتا ہوں۔ کہ مباہلہ کے دن کے فیصلہ کا اعلان پندرہ روز پہلے ضرور ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ ہماری جماعت کے دوست دور دور سے اس میں شامل ہونے کی خواہش کریں گے۔ اس لئے جس وقت ان کا آدمی ہمارے آدمی سے گفتگو کرے اور ضروری امور کا تصفیہ ہو جائے۔ اس کے پندرہ روز بعد مباہلہ ہو۔ ان کی مزید سہولت کے لئے میں اپنے نمائندے بھی مقرر کر دیتا ہوں۔ اور لاہور کی جماعت کے امیر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ۔ چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر اور مولوی غلام احمد صاحب مبلغ کو اپنا نمائندہ مقرر کرتا ہوں۔ احرار کے لیڈر ان سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ اور اس گفتگو کے پندرہ روز بعد یہ مباہلہ ہو جائے۔ اس دن میں انشاء اللہ لاہور پہنچ جاؤنگا۔

کسی مجمع میں نعرہ لگانے کے متعلق ضروری اعلان

گزشتہ جلسہ سالانہ کی تقریر میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔ کہ یہ جو ہماری جماعت میں اللہ اکبر کے نعروں کی عادت پیدا ہو رہی ہے۔ یہ قابلِ اصلاح ہے۔ بے شک اسلامی تاریخ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بعض اوقات تکبیر کے نعرے لگائے جاتے تھے۔ مگر یہ نعرے صرف خاص خاص موقعوں پر لگائے جاتے تھے۔ اور حاضر الوقت امیر کی تحریک یا اجازت سے لگائے جاتے تھے۔ یہ نہیں کہ ایک گروہ میں جب بھی کسی شخص کے دل میں خیال آگیا اس نے نعرہ لگا دیا۔ اور دوسرے اس کے پیچھے ہو گئے۔ موجودہ طریق مجلس خلافت کی نقل نظر آتا ہے۔ اور قابلِ اصلاح ہے۔ پس اس اعلان کے ذریعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تمام احباب تک پہنچایا جاتا ہے۔ کہ آئندہ کوئی احمدی از خود کسی موقعہ پر نعرۂ تکبیر نہ لگائے۔ جب تک کہ حاضر الوقت امیر کی اجازت نہ حاصل کر لی جائے۔ اور پھر امیر کی طرف سے جس شخص کو اجازت حاصل ہو صرف وہی شخص نعرہ کی ابتدا کرے کیونکہ یہ بھی ایک رنگ کی امامت ہی جس کا حق امیر یا اسکے مامور کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ حاضر الوقت امیر سے مراد وہ شخص ہے جو کسی مجمع یا گروہ میں امیر کے طور پر مقرر کیا گیا ہو۔ یا سلسلہ میں اپنی پوزیشن کیوجہ سے اسی مجمع کے لحاظ سے امیر کی حیثیت رکھتا ہو۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۰ قادیان دارالامان مورخہ ۲۱-۲۴ ستمبر ۱۹۳۵ء نمبر ۲۲-۲۳

احسن الکلام کلام الامام!!

سب سے مقدم قابل بحث اصل مسئلہ

میں اس جگہ حق کے طالبوں پر ایک سیدھی راہ کھولنے کے لئے مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ جو اصل مسئلہ مابہ النزاع ہے۔ پہلے اس کا کچھ تذکرہ کیا جائے۔ سو وہ یہ ہے۔ کہ ہمارے مخالف یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہ کسی غرض کے لئے زندہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے ہیں۔ اور کسی وقت قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے۔ مگر نہیں بتلاتے کہ وہ کونسی غرض تھی۔ جس کے لئے وہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ کیا صرف یہودیوں کے ہاتھ سے جان بچانا منظور تھا۔ یا کوئی اور بات تھی؟ اور نہیں بتلا سکتے۔ کہ اب تک جو دو ہزار برس کے قریب ہو چکا کیوں وہ آسمان پر ہیں۔ کیا ابھی تک یہودیوں کے مواخذہ کا کچھ دھڑکا دل میں باقی ہے؟ اور نہیں بتلا سکتے۔ کہ کیوں ان کو یہ خصوصیت دی گئی۔ کہ برخلاف جمیع انبیاء کے وہ اتنی مدت تک کہ اب دو ہزار برس کے قریب پہنچ گئے۔ آسمان پر ہیں۔ اور پھر کسی وقت مطابق پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمین پر نازل ہوں گے۔ اور نہیں بتلا سکتے۔ کہ ایسے رفع جسمانی اور پھر نزول میں مصلحت الٰہی کیا تھی۔ کیا یہودیوں کے پکڑنے کا اندیشہ یا کچھ اور۔ اور نہیں بتلا سکتے کہ ایسے شخص کو یہ صعود اور نزول کی خصوصیت کیوں دی گئی۔ جس کی نسبت اللہ تعالےٰ جانتا تھا۔ کہ وہ خدا بنایا جائے گا۔ اور چالیس کروڑ مخلوق محض اس کی طرف یہ خوارق منسوب ہونے کی وجہ سے اس کو خدا کا بیٹا بلکہ خدا مانیں گے۔ اور یہ لوگ اگرچہ بڑے زور سے کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسٰے مرے نہیں۔ بلکہ زندہ ہیں۔ مگر نہیں بتلا سکتے۔ کہ برخلاف سنت اللہ کی نص صریح قرآن شریف سے ان کی زندگی ثابت ہے۔ مگر وہ عقیدہ جس پر خدا تعالےٰ نے علےٰ وجہ البصیرت مجھکو قائم کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام مثل دیگر انسانوں کے انسانی عمر پاکر فوت ہو گئے ہیں۔ اور آسمان پر مع جسم عنصری چڑھ جانا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر نازل ہونا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔ قال اللہ عزوجل قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرًا رسولاً ط

پس اصل مسئلہ جو طے ہونے کا فیصلہ ہونے کے لائق ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ کیا یہ سچ ہے کہ برخلاف عادت اللہ در حقیقت حضرت عیسٰے علیہ السلام مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ گئے تھے۔ اور اگر بہ نصوص صریحہ بیّنہ قرآن شریف سے ثابت ہو جائے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام در حقیقت آسمان پر مع جسم عنصری اٹھائے گئے تھے۔ تو پھر ان کے نازل ہونے کے بارے میں کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جو شخص مع جسم عنصری آسمان پر جائے گا۔ اس کا واپس آنا بموجب نصّ قرآنی ضروری ہے۔ پس اگر حضرت عیسٰے مع جسم آسمان پر چلے گئے ہیں۔ تو واپس آنے میں کیا شک ہے۔ وجہ یہ کہ اگر دوبارہ زمین پر آنے کے لئے کسی اور کام کی غرض سے ان کی کچھ ضرورت نہ ہو۔ مگر پھر بھی مرنے کے لئے ان کا آنا ضروری ہو گا۔ کیونکہ آسمان پر کوئی قبروں کی جگہ نہیں۔ اور نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہے۔ کہ ہر ایک انسان زمین پر ہی مریگا۔ اور زمین میں ہی دفن کیا جائے گا۔ اور زمین سے ہی نکالا جائیگا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے منھا خلقناکم و فیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃً اخریٰ۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ آسمان سے بیمار ہو کر آویں یا راہ میں بیمار ہو جائیں۔ اور پھر زمین پر آکر مر جائیں۔ اور یہ ہم نے اس لئے کہا۔ کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آنے والا عیسٰے زعفرانی رنگ کی دو چادروں میں نازل ہو گا۔ اور تمام معبّرین کے اتفاق سے تعبیر کی رو سے زرد رنگ چادر سے بیماری مراد ہوتی ہے۔

اور میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ میں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح موعود ہوں۔ احادیث میں میرے جسمانی علامات میں سے یہ دو علامتیں بھی لکھی گئی ہیں۔ کیونکہ زرد رنگ چادر سے بیماری مراد ہے۔ اور جیسا کہ مسیح موعود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی نسبت حدیثوں میں دو زرد رنگ چادروں کا ذکر ہے۔ ایسے ہی میرے لاحق حال دو بیماریاں ہیں۔ ایک بیماری بدن کے اوپر کے حصہ میں ہے جو اوپر کی چادر ہے۔ اور وہ دوران سر ہے جس کی شدت کی وجہ سے بعض وقت میں زمین پر گر جاتا ہوں۔ اور دل کا دوران خون کم ہو جاتا ہے۔ اور ہولناک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے جو مجھے کثرت پیشاب کی مرض ہے۔ جس کو ذیابیطس بھی کہتے ہیں۔ اور معمولی طور پر مجھکو ہر روزہ پیشاب بکثرت آتا ہے۔ اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور بعض اوقات قریب نسو دفعہ کے دن رات میں آتا ہے۔ اور اس سے بھی ضعف بہت ہو جاتا ہے۔ سو یہ زرد رنگ کی دو چادریں ہیں جو میرے حصہ میں آگئی ہیں۔ اور جو لوگ مجھے قبول نہیں کرتے ان کو تو بہرحال ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت عیسٰے نزول کے وقت آسمان سے یہ تحفہ لائیں گے۔ جو دو بیماریاں ان کے لاحق حال ہونگی ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہوگی۔

اور اگر کوئی یہ کہے کہ ان چادروں سے اصلی چادریں ہی مراد ہیں۔ تو گویا اُس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نزول کے وقت ہندوؤں کے جوگیوں کی طرح زرد رنگ کی دو چادروں میں نازل ہونگے۔ مگر یہ معنے ان معنوں کے برخلاف ہیں۔ جو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکاشفات کی نسبت کئے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں میں دو کڑے دیکھے تھے۔ اور اس کی تعبیر دو جھوٹے نبی فرمایا تھا۔ اور گائیاں ذبح ہوتی دیکھی تھیں اور اس کی تعبیر اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی شہادت فرمائی تھی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک بڑا پیراہن دیکھا تھا۔ اور اس کی تعبیر تقویٰ کی تھی۔

پس اس حدیث میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت قدیم کے موافق کیوں دو زرد چادروں کی وہ تعبیر نہ کی جائے۔ جو بالاتفاق اسلام کے تمام اکابر معبّروں نے کی ہے۔ جن میں سے ایک بھی اس تعبیر کے مخالف نہیں۔ اور وہ یہی تعبیر ہے۔ کہ دو زرد چادروں سے دو بیماریاں مراد ہیں۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میرا تجربہ بھی یہی ہے۔ اور بہت سے مرتبہ جس کا میں شمار نہیں کر سکتا مجھے رؤیا میں اپنی نسبت یا کسی دوسرے کی نسبت جب کبھی معلوم ہؤا۔ کہ زرد چادر بدن پر ہے۔ تو اس سے بیماری ہونا ہی ظہور میں آیا ہے۔ پس یہ ظلم ہے۔ کہ جیسا کہ متوفیک کے لفظ کے معنے حضرت عیسٰے کی نسبت سارے جہان کے برخلاف کئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی دو زرد چادروں کی نسبت بھی وہ معنے کئے جائیں کہ جو برخلاف بیان کردہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین و ائمہ اہل بیت ہوں۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ اس مقام میں نہایت ضروری بحث یہ ہے۔ کہ آیا حضرت عیسٰے علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے یا نہیں۔ کیونکہ اگر یہ بات ثابت ہے۔ کہ وہ مع جسم عنصری زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں۔ تو پھر جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ بہرحال اُن کا زمین پر آنا مہدی کی شمولیت کے لئے یا صرف مرنیکے لئے ضروری ہے۔ یہی اصل بحث ہے۔ جس کے طے ہونے سے تمام جھگڑا طے ہو جاتا ہے اور جس فریق کے ہاتھ میں دلائل قویہ حیات یا موت حضرت عیسٰے علیہ السلام کے ہیں وہی فریق سچ پر ہے۔ اور پھر اس بحث کے طے ہونے کے بعد دوسری فروعی بحثیں غیر ضروری ہو جاتی ہیں۔ بلکہ فریق مغلوب کے دوسرے عذرات خود بخود رد ہو جاتے ہیں۔ سو طالب حق کے لئے نہایت ضروری یہی مسئلہ ہے جس پر اُسے پوری توجہ کے ساتھ غور کرنا لازم ہے۔

(براہین حصہ پنجم)

مسجد شہید گنج اور ایڈیٹر اہلحدیث

مولوی ثناءاللہ صاحب نے اپنے پرچہ اہلحدیث مورخہ ۶ ستمبر میں مسجد شہید گنج لاہور کے متعلق زیر عنوان "لاہوری مسجد کے متعلق گورنمنٹ کا کیا قصور"؟ بطور استفہام لکھ کر اپنی رائے کا حسب ذیل اظہار کیا ہے۔ جو ناظرین فاروق کے لئے بلفظہٖ نقل کیا جاتا ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ

"مسجد شہید گنج کا واقعہ ہندوستان سے نکل کر تمام اسلامی دنیا میں پھیل چکا ہے۔ اسلامی دنیا بالاتفاق لاہور کے مسلمان لیڈروں کو اور حکومت پنجاب کو مورد عتاب بناتی ہے۔ حامیان حکومت حکومت کی طرف سے جواب دیتے ہیں۔ کہ حکومت اس میں کیا کرتی جبکہ عدالت عالیہ کے فیصلے سے مسجد سکھوں کو مل چکی ہے۔ معترضین جواب الجواب میں کہتے ہیں۔ کہ مسجد اگر سکھوں کی تھی۔ تو سکھوں کی حمایت حکومت نے کیوں کی ہے مسلمانوں اور سکھوں کو باہمی فیصلہ کرنے دیتی۔ کیوں گوروں کی فوج کو درمیان میں حائل کر کے سکھوں کو مسجد گرانے میں آسانی پیدا کر دی۔ حامیان حکومت جواب دیتے ہیں۔ کہ مسلمانوں اور سکھوں کو اگر چھوڑ دیا جاتا تو سخت کشت و خون ہوتا۔ جس سے حکومت اپنے فرض (قیام امن) ادا کرنے میں قاصر رہتی۔ ہمارے نزدیک یہ جواب صحیح ہے۔ باوجود اس کے ہم حکومت کو ذمہ دار اور قصوروار جانتے ہیں۔ جس کی دلیل اور تفصیل قابل غور ہے۔

عرصہ کئی سال کا ہؤا کیکڑی ضلع اجمیر میں ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے متعلق احناف اور اہلحدیث میں تکرار ہو کر مقدمات تک نوبت پہنچی۔ احناف اہلحدیث کو حق نماز نہ دیتے تھے۔ عدالت عالیہ تک اہلحدیث جیت گئے۔ تاہم وہاں کی پولیس اور حکام نے اہل حدیث کو مسجد میں نماز ادا کرنے کی اجازت نہ دی۔ آخر اہلحدیث کانفرنس کی طرف سے ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وفد شملہ گیا۔ جس کے تین ممبر تھے۔ حاجی عبدالغفار صاحب آف حاجی علی جان۔ حاجی بشیر الدین صاحب سوداگر۔ خاکسار ابوالوفاء۔ شملہ میں سر شفیع مرحوم کی وساطت سے راجپوتانہ کے اعلےٰ افسر سے ملے۔ ہز ہائینس نواب صاحب لوہارو نے بھی وفد کی تائید فرمائی۔ وفد نے اچھی طرح اپنا سارا حال سنایا۔ افسر مذکور نے بڑی توجہ سے سب کچھ سُن کر ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ وہاں کے چیف کمشنر سے دریافت حال کروں گا۔ کہ باوجود فیصلہ عدالت عالیہ کیوں اہلحدیث کو اجازت نہیں دی جاتی۔ صاحب موصوف کے دریافت کرنے پر وہاں کے اعلےٰ حاکم نے جواب دیا۔ کہ فیصلہ عدالتی بے شک ایسا ہی ہے۔ لیکن چونکہ فساد کا خطرہ ہے۔ اس لئے تا قیام امن اہلحدیث کو روک دیا گیا ہے۔

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ باوجود فیصلہ عدالت عالیہ کے حکومت عالیہ کو اندیشہ فساد کی صورت میں طاقت (پاور) حاصل ہے کہ فیصلہ عدالت عالیہ کو ملتوی کردے اور یہ اختیار اس فیصلہ کو غلط نہیں قرار دیتا۔ بلکہ عارضی التوا ہوتا ہے۔ جب تک حکومت کو قیام امن کا یقین نہ ہو۔

سوال یہ ہے:۔ کیا یہ اختیار حکومت راجپوتانہ ہی کو حاصل تھا۔ حکومت پنجاب کو نہیں۔ بے شک ہر صوبہ کے اعلےٰ افسر کو ہوتا ہے۔ پھر کیوں نہ حکومت پنجاب نے اس طاقت سے کام لیا۔ سکھوں کو حکم دیتی کہ باوجود فیصلہ عدالت کے مسجد کو بحال رکھو۔ کیونکہ فساد کا اندیشہ ہے۔ ہم ممبران کونسل اور اصحاب قانون کی تقریریں پڑھتے رہے کسی صاحب نے حکومت کو اس طاقت کے استعمال کرنے کا مشورہ نہیں دیا۔ یا ہم نے نہیں پڑھا۔ بہرحال مشورہ دیا گیا یا نہ دیا گیا حکومت پنجاب نے اس خوفناک موقع کا اچھی طرح اندازہ نہیں کیا۔ یا کسی دوسری ناقابل ذکر حکمت عملی پر عمل کرکے اندیشہ فساد کو دل میں جگہ نہ دی بہرحال جو کچھ بھی کیا تدبر اور تدبیر کے خلاف کیا! (اہلحدیث)

اقوال زرّین!

(۱) سب سے اچھی خیرات وہ ہے۔ جو دائیں ہاتھ سے دی جائے اور بائیں کو اس کی خبر نہ ہو۔

(۲) وہ ہم میں سے نہیں۔ بلکہ باغی و سرکش ہے۔ جو جب کبھی بولتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ جب کبھی وعدہ کرتا ہے وعدہ شکنی کرتا ہے۔ اور جب کوئی امانت اس کے پاس رکھی جاتی ہے۔ تو خیانت کرتا ہے

(۳) انکساری اور عفت جزوِ ایمان ہے۔

(۴) وہ جو خدا کی مخلوق اور اپنی اولاد سے محبت نہیں کرتا۔ خدا کی رحمت سے محروم رہیگا۔

(۵) مہمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اتنی دیر تک قیام کرے کہ اسکے میزبان تنگ آجائیں

(۶) اکیلے بیٹھنا اس سے بہتر ہے۔ کہ بُروں کی صحبت میں بیٹھا جائے۔ اور اچھوں کی صحبت میں بیٹھنا اس سے بہتر ہے کہ تنہا بیٹھا جائے۔ اور طالب علم کے ساتھ باتیں کرنا اس سے بہتر ہے کہ چپ رہا جائے۔ اور چپ رہنا بہت اچھا ہے اس سے کہ بُری باتیں کی جائیں۔

(۷) کہو وہی جو حق ہے۔ چاہے اس سے لوگ ناراض ہوجائیں۔

(۸) ایک چیز کی محبت تمہیں غافل اور اندھا بنا دیتی ہے۔ (یعنی محبت اندھی ہوتی ہے)

(۹) وہ آدمی ہم سے نہیں ہے جو ظلم و تعدّی میں دوسروں کو مدد کے لئے بلاتا ہے۔ وہ بھی ہم سے نہیں ہے جو بے انصافی میں اپنے خاندان کی طرف سے لڑتا ہے۔ اور وہ بھی ہم سے نہیں ہے جو جور و تشدّد پر تُلے ہوئے خاندان کی حمایت میں مرجاتا ہے۔

(۱۰) مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ہی دے دینی چاہیئے۔

(۱۱) مردہ کی بد تعریفی نہ کرو۔

(۱۲) علم کی جستجو مہد سے لیکر لحد تک کرنی چاہیئے۔

ماخوذ

گاندھی جی کی غذا

معاصر "انقلاب" نے اپنی اشاعت مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۵ء میں گاندھی جی کی غذا کے متعلق نہایت حیرت انگیز انکشاف کیا ہے۔ ہم قارئین کی تفنن طبع کے لئے معاصر "انقلاب" کے الفاظ من وعن درج ذیل کرتے ہیں:۔

"معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی نے اب پھل کھانا اور بکری کا دودھ پینا ترک کردیا ہے۔ اور صرف پتوں پر زندگی بسر کررہے ہیں۔ غالباً یہ بکریوں کی صحبت کا اثر ہے۔

گاندھی جی تجربہ کرکے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آیا محض درختوں اور ترکاریوں کے پتے کھانے سے صحت قائم رہ سکتی ہے یا نہیں۔ اگر انہوں نے دیکھا کہ اس سے جسم میں کوئی کمی پیدا نہیں ہوتی۔ تو وہ اپنے چیلوں کو پتے کھانے کی تلقین کریں گے!

" اور اگر سوراج مل گیا۔ تو قومی حکومت کے دفاتر میں کام کرنے والوں کو تنخواہیں نہیں ملا کریں گی۔ بلکہ دفتر کے آس پاس چراگاہیں بنا دی جائیں گی۔ جہاں تمام افسر اور بابو لوگ پتے چر لیا کریں گے۔ یہ تخفیف مصارف کی ایک ایسی ترکیب ہے جسپر کوئی دوسرا ملک عمل نہیں کرسکتا۔ سچ ہے۔ ہندوستان کا مستقبل نہایت شاندار ہے"

ہم گاندھی جی کی برگ خوری اور معاصر انقلاب کے تاثرات کی داد دیتے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے گاندھی جی کی اس حیوانی غذا میں بھی ضرور کوئی راز پنہاں ہے۔ کسی ڈاکٹر نے ان کو اس کا مشورہ دیا ہوگا۔ بہرحال ہندو قوم کے لئے اپنے مہاتما کی یہ حرکت بھی باعث صد افتخار ہے۔ اور عین ممکن ہے۔ کہ ان کے چیلے بھی ان کی اس برگ خوری کی تقلید کریں۔ خصوصاً مہاشہ نانک چند ناز۔ جن کے نزدیک مہاتما جی کی ہر حرکت قابل تقلید ہے:

فاروق کی اشاعت بڑھانا ہر احمدی کا فرض ہے!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"سودائے مرزا" کا مصنف مالیخولیا کا مریض ہے!

حکیم محمد علی صاحب مالک "دلی دوا خانہ" امرتسر نے ایک رسالہ بعنوان "سودائے مرزا" ساٹھ صفحہ کا شائع کیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ مجنون ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس کے ٹائیٹل پر حکیم صاحب اِن الفاظ میں دعویٰ کرتے ہیں"۔ اس رسالہ میں طبی دلائل سے اور مرزا صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمدؐ قادیانی نہ نبی تھے نہ مسیح..... بلکہ مرض مالیخولیا کے مریض تھے" (سودائے مرزا ٹائیٹل) جب میں نے اس رسالے کو پڑھا۔ تو میں حیران رہ گیا۔ کہ یہ شخص (محمد علی) خود مرض مالیخولیا میں مبتلا ہے۔ اور میں نے یقین کر لیا۔ کہ یہ اول درجہ کا جاہل ہے۔ اور اس کی عقل پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔ غیر احمدیوں کے ساتھ جب بھی میری گفتگو وفات مسیح پر ہوتی ہے۔ تو وہ جھٹ کہدیا کرتے ہیں۔ میاں قرآن مجید میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر چلے گئے ہیں۔ جب کہا جاتا ہے۔ کہ اس کا ثبوت دو۔ تو کہتے ہیں۔ حدیث میں جو لکھا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام آسمان سے آئیں گے۔ یہی حال حکیم محمد علی صاحب پرنسپل طبیہ کالج امرتسر کا ہے۔ دعوے حکیم صاحب یہ کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا جائیگا کہ مرزا صاحب کو مراق تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب سے ایک ایسا حوالہ بھی نہ لکھ سکے جس میں حضرت صاحب نے اپنے متعلق لفظ مراق استعمال کیا ہو۔ بلکہ حکیم صاحب لکھتے یہ ہیں کہ مرزا صاحب نے اربعین میں لکھا ہے کہ مجھے "دوران سر" رہتا ہے۔ بھلا جو شخص دوران سر اور مراق میں تمیز نہیں کر سکتا۔ کیا وہ بھی حکیم یا ڈاکٹر یا پرنسپل کہلانے کا مستحق ہے بلکہ اسے تو اول درجہ کا دیوانہ اور مجنون قرار دینا چاہیئے۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ دوران سر کو مراق کہتے ہیں۔ اور مراق کے معنے مالیخولیا ہے۔ تو اِن معنوں میں حضرت صاحب کو دوران سر نہیں تھا۔ کیونکہ حکیم صاحب جیسے بد باطنوں نے حضرت صاحب کے وقت میں آپ پر مجنون ہونے کا الزام لگایا تھا۔ اور حضور نے جو جواب اسی وقت ان کو دیا تھا۔ وہ حسب ذیل ہے

حضور فرماتے ہیں"۔ میں کسی کے مجنون کہنے یا دیوانہ نام رکھنے سے ناراض نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خوش ہوں۔ کیونکہ ہمیشہ سے ناسمجھ لوگ ہر ایک نبی اور رسول کا بھی ان کے زمانہ میں یہی نام رکھتے آئے ہیں۔ اور قدیم سے ربانی مصلحوں کو قوم کی طرف سے یہی خطاب ملتا رہا۔ اور نیز اس وجہ کر بھی مجھے خوشی پہنچی ہے۔ کہ آج وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو براہین احمدیہ میں طبع ہو چکی ہے۔ کہ تجھے مجنون بھی کہیں گے"۔ (ازالہ اوہام ص۱۸ تختی کلاں) پھر فرمایا" مخالف لوگ تجھے مجنون کہیں گے"۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے انعام سے مجنون نہیں ہے"

(براہین احمدیہ ص۲۳۹) پھر فرماتے ہیں۔

" چونکہ میں مامور تھا۔ اس لئے کوئی مرض وغیرہ نہ ہوا (چھ ماہ متواتر روزے رکھنے سے۔ مجاہد) ورنہ اگر کوئی اور ہوتا اور اس قدر دقت اوٹھاتا تو ضرور مسلول مدقوق یا مجنون ہو جاتا"۔ (بدر جلد اول ۱۲ جنوری ۱۹۰۳ء)

اِن مذکورہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں اگر کوئی بد بخت خواہ لاہوری ہو یا امرتسری سیالکوٹی ہو یا شام نگری۔ احراری ہو یا بخاری یہ کہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجنون تھے.. تو وہ لعنتی مردود ہے:

(خاکسار۔ محمد عبد الحق مجاہد نامرتسر)

حکومت سعودیہ اور انگریز کمپنی کے درمیان معاہدہ

سلطان ابن سعود کی طرف سے معاہدہ کی تصدیق

جس معاہدہ کا ذکر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ۳۰ اگست کو جمعہ کے خطبہ میں فرمایا تھا وہ ناظرین فاروق کے لئے نقل کیا جاتا ہے: (ایڈیٹر)

ابن سعود نے اس معاہدہ پر جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ حسب ذیل حکم کے ساتھ اس کی تصدیق کی "(۱) ہمیں اس معاہدہ کی اطلاع ملی جو جدہ میں ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ دسمبر کو ہمارے وزیر مال اور مسٹر کے۔ سی توتش نمایندہ کمپنی تعدین عربیہ سعودیہ متعینہ لندن میں ہوا۔ لہذا ہم مجلس وزراء کی تائید کرتے ہوئے حکم دیتے ہیں۔ کہ

(۲) کمپنی ہذا کو اس زمین سے جس کی حدود اس معاہدہ میں متعین ہیں۔ تیل کے ماسوا تمام معادن نکالنے کی اجازت ہے۔ یہ زمین ہماری مملکتہ عربیہ سعودیہ کی ہے۔ جس کی حدود اس معاہدہ میں مذکور ہیں۔ جس پر ہمارا وزیر مال اور نمائندہ کمپنی مذکور ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۳۴ء کو جدہ میں مہر تصدیق ثبت کر چکے ہیں۔

(۳) ہمارے وزیر مال پر اس کا نافذ کرنا لازم ہے۔ یہ معاہدہ ہمارے قصر ریاض میں ۸ ذیلقعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۳۵ء کو پیش ہوا۔ اور ہم نے اس کی تصدیق کی۔

(دستخط عبد العزیز)

معاہدہ یہ معاہدہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۳۴ء کو شیخ عبد اللہ سلیمان الحمدان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نائب حکومت سعودیہ فریق اوّل اور فریق ثانی مسٹر کارل سائن تو تشل کے مابین ہؤا۔ جو نائب ہیں۔ کمپنی ابن عربیہ سعودیہ کے جو رجسٹرڈ ہے۔ اور اس کا ہیڈ کوارٹر ۵۵-۶۱ مارکیٹ شہر لندن (انگلستان) میں ہے۔ یہ معاہدہ حکومت اور کمپنی کے مابین مندرجہ ذیل شکل میں طے پایا ہے۔

دفعہ اول } حکومت اس معاہدہ کی رُو سے ان شرائط پر جو بیان کی گئی ہیں۔ اس کا حق صرف اس کمپنی کو دیتی ہے۔ کہ وہ ادنےٰ و اعلےٰ ہر قسم کی معدنیات کو تلاش کرے۔ ان کو کھودے یا سوراخ کر کے نکالے اور وہ سطح زمین پر ہوں یا اس کے اندر۔ ان حدود کے مطابق جن کی تصریح دفعہ دوم میں کر دی گئی ہے۔ اور اس غرض کے لئے کمپنی کو یہ حق دیا جاتا ہے۔ کہ وہ چھوٹے بڑے گڑھے۔ نیچی و اونچی جگہ اور پہاڑوں وغیرہ کو بھی کھود سکتی ہے۔ اور وہ سوراخ وغیرہ بھی کر سکتی ہے۔ حکومت اس بارے میں تمام ممکن و ضروری آسانیاں کمپنی کے لئے اغراض ہذا کی خاطر بہم پہنچا دیگی جن کی تصریح اس معاہدہ میں کر دی گئی ہے۔ اور کام شروع ہونے سے ۲ سال تک حکومت یہ تمام آسانیاں بہم پہنچانے کی ذمہ دار ہوگی۔

دفعہ دوم } یہ حق تفتیش و کانکنی جس کا ذکر دفعہ اول میں ہؤا۔ اس تمام قطعہ ارض میں دیا جاتا ہے جو سربمہر خریط میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اور جس پر نمبر ا کا نشان ہے۔ اس کی حدود یہ ہیں۔ اس قطعہ ارضی کے حدود شمال۔ مشرق میں طولاً درجہ ۳۸ سے شروع ہوتی ہے۔ اور عرضاً ۲۹ درجہ ۳۵ دقیقہ ہے۔ اور یہاں سے غرباً یہ خط ممتد ہوتا ہے۔ ان بلاد کی منتہا تک جو اس وقت حکومت سعودیہ کے قبضہ میں ہیں۔ جہت مشرق اردن سے جہت غروب در خلیج مقہ اور بحر احمر تک اور یہاں سے جنوباً نور البرکت تک وخط عرض ۵ و۰۰ فاتق تک شمالاً برگ سے خط ممتد ہوگا۔ قریہ انذان اور وہاں سے شمال برث ساموده تک

اس کے بعد مختلف مقامات کی تصریح ہے جو نقشہ حجاز سے متعلق ہے۔ اور جس کا مقصد یہ ہے کہ یہ معاہدہ تمام ارض حجاز پر شامل ہے۔ اور اس میں حسب ذیل دو مقامات مستثنیٰ کئے گئے۔

مدینہ منورہ ہر جانب کی شہر پناہ سے تیس کیلو میٹر تک اور مکہ مکرمہ کی وہ حدود جو شرعی طور پر حرم میں داخل ہیں۔ اور یہ سعید سے سیل تک۔ اور یہاں سے شمال و غرب میں گذرتے ہوئے عنفان تک اور وہاں سے جنوباً بحیرہ سے سعدیہ تک۔

دفعہ سوم } (الف) اس معاہدہ کی تاریخ نفاذ سے تین ماہ کے اندر اس تمام رقبہ میں کان کنی اور تفتیش کا کام شروع ہو جائے گا۔ اور اس وقت تک یہ کمپنی کام جاری رکھ سکتی ہے۔ جب تک کہ قوی موانع پیش نہ آئیں۔ آلات کان کنی وغیرہ کمپنی تیس دن کے اندر اندر تاریخ نفاذ سے منگا سکتی ہے۔

(ب) اس معاہدہ کے ہونے سے ایک سال کے ختم ہونے تک یا اس سے پہلے کمپنی اس زمین و قطعہ کو منتخب کرے جہاں سے معدنیات کے نکلنے کا اغلب گمان ہو۔ نیز کمپنی کو چاہیئے۔ کہ وہ معاہدہ سے ایک سال گذرنے کے بعد جدہ میں اپنی اقامت گاہ متعین کرے۔

(ت) معاہدہ سے ۲ سال کے ختم ہونے تک یا اس سے پہلے کمپنی کو چاہیئے کہ وہ ان مقامات اور زمینوں کو پسند کرے۔ جنہیں وہ کان کنی کے لئے ۶۰ برس کے لئے ٹھیکہ پر لے رہی ہے تاکہ وہ خود کان کنی کرے۔ یا اس غرض کے لئے کوئی اور کمپنی یا چند کمپنیاں بنائے۔

دفعہ چہارم } (الف) پہلے سال کے دوران میں کمپنی حکومت کو زمین کا زر معاوضہ نہ دے گی۔ اس کام کے لئے جس کا دفعہ سوم فقرہ الف میں تذکرہ ہے۔

(ب) دوسرے سال میں کمپنی ہر فدان (ایک فدان ۴۲۰۰ میٹر کا ہوتا ہے۔ اور ایک میٹر قریباً ایک گز دو انچ کا ہوتا ہے) کے معاوضہ میں چار شلنگ آسٹرین کی حساب سے سالانہ حکومت کو دیگی اگر وہ کانکنی میں دفعہ سوم کے فقرہ ب سے زیادہ کام کریگی۔

(ت) کمپنی حکومت کو ہر فدان کے عوض میں اس زمین کے لئے جسے وہ دفعہ سوم کے فقرہ (ت) کے مطابق منتخب کرے۔ ایک گنی سالانہ دیا کریگی۔

(ث) کمپنی حکومت کو مدت کان کنی میں ان معادن کی قیمت کا جو بر آمد ہوں۔ پانچ فی صدی ادا کریگی بشرطیکہ اس کا عوض اوسط ہر فدان کے عوض میں چار شلنگ سے زیادہ ہوتا ہو۔ یعنی اگر آخرالذکر حساب سے لینے میں حکومت کا زیادہ فائدہ پانچ فیصدی میں ہے تو یہ لیا جائے گا۔ ورنہ چار شلنگ فی فدان کے اعتبار سے لیا جائیگا۔

(ج) یہ تمام رقوم اس بنک اور اس عمالہ کی معرفت ادا کی جائیں گی۔ جس کو حکومت پسند کریگی۔

(ح) قبل اس کے کہ کمپنی کسی اور کمپنی کو اپنے حقوق و منافع کسی قطعہ زمین کے متعلق عطا کرے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ حکومت سے استصواب کر کے اس کی منظوری حاصل کرے۔ حکومت کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ جب تک کافی اسباب کی بناء پر صریح نقصان اس میں نہ دیکھے تو اس کی اجازت دیدے۔

دفعہ پنجم } حکومت اس امر کی پابند ہے کہ (ا) کمپنی یا اس کے قائم مقاموں کو ایک ٹھیکہ یا چند ٹھیکہ جات اس شکل کے مطابق جو دفعہ سوم میں ہے۔ عطا کرے۔ اور یہ اس وقت ہوگا۔ جب کمپنی کی جانب سے ان ٹھیکہ داروں کو پیش کیا جائے گا۔ (ب) حکومت اس کا ذمہ لیتی ہے کہ وہ کمپنی اس کے ملازمین اور تمام مملوکات کی حفاظت کریگی۔ اگر یہ حفاظت مشکل ہوگی۔ تو ایک خاص مکتوب کے ذریعہ جس کا تبادلہ حکومت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وکمپنی کے مابین ہوگا۔ ان موانع کو بیان کیا جائے۔ جو پیش آئیں۔ نیز دونوں ایسے اسباب مہیا کریں گی۔ جن سے یہ موانع رفع ہو جائیں۔ اس بارہ میں محافظین کا خرچ جو باہمی مشورہ سے قرار پائے گا۔ کمپنی حکومت کو ادا کرے گی۔

(ت) حکومت کمپنی اور اس کے قانونی خلفاء کے لئے ہر قسم کے محصولات علانیہ وخفیہ اور حاصل شدہ معدنیات پر درآمد کا محصول معاف کرتی ہے۔ البتہ وہ تمام اشیاء جو برآمد کی جائیں۔ ان پر دس فیصدی قیمت کے لحاظ سے چنگی لی جائے گی۔ اور قیمت کا اندازہ منڈیوں کی قیمت کے اعتبار یا تجارتی شرح یا سعودی شرح کے اعتبار سے ہوگا۔ اور جب یہ باتیں اس مقام پر جہاں سے معدنیات نکلتی ہیں۔ مفقود ہوں۔ تو پھر کسی معتمد پنچ یا محکمہ وغیرہ سے قیمت کا اندازہ کرایا جائے گا۔ کمپنی کے لئے حاصل شدہ معدنیات میں کوئی چیز بلاد عرب میں بیچنے کا حق اس وقت تک حاصل نہ ہوگا۔ جب تک کہ وہ دس فیصدی چنگی ادا نہ کر دے۔

(ث) حکومت کمپنی کو وہ تمام وسائل استعمال کرنے اور آسانیاں بہم پہنچانے کا حق عطاء کرتی ہے۔ جو کان کنی کے لئے ضروری یا نافع ہوں۔ ان وسائل و ذرائع میں یہ بھی داخل ہے۔ کہ سڑکیں بنائی جائیں۔ اور انہیں استعمال کیا جائے۔ خیمے کھڑے کرنا مکانات بنانا سواریوں کا انتظام اور ہر قسم کے راستے بنانا اور وسائل آمد و رفت اختیار کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ نیز سامان اور آلات کان کنی و تفتیش کے لئے مکانات بنانا اور ان مکانات و زمین کو اس غرض کے لئے استعمال کرنا یا معادن کو منتقل کرنے یا جاری رکھنے یا اس کی اصلاح کرنے یا اس کو ڈھالنے وغیرہ کے لئے مکانات بنانا۔ خیمے کھڑے کرنا۔ کمپنی ہذا یا دیگر کمپنیوں کے مزدوروں کے لئے گھر تعمیر کرنا۔ معدنیات کو جمع کرنے کے لئے خزانے تعمیر کرانا یا کارکنوں و مزدوروں کے لئے گھر تعمیر کرنا۔ معدنیات جمع کرنے کے لئے خزانے تعمیر کرانا یا کارکنوں و مزدوروں کی پناہ کے لئے مکانات بنانا۔ بحری بار برداری کے راستے اور ہر قسم کے ذرائع مزدوروں اور سامان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے یا سونے چاندی اور دیگر معدنیات و حاصل شدہ چیزوں کو اٹھانے کے لئے ہر قسم کے ذرائع اختیار کرنے کا حق کمپنی کو حاصل ہے۔ وہاں اگر اندرون حدود میں کمپنی کو لاسلکی قائم کرنے اور ہوائی جہازوں کے استعمال کرنے کی ضرورت ہوگی۔ تو اس کے لئے صرف حکومت وکمپنی میں ایک جداگانہ معاہدہ ہوگا ؛

کمپنی کی ریلوے لائن اور بنائے ہوئے راستے یا مفاد عامہ کی قیام گاہیں جو کمپنی نے بنائی ہیں۔ استعمال کرنے کا حق حکومت کو بھی حاصل ہوگا۔ بشرطیکہ اس سے مصالح کمپنی کو نقصان نہ پہنچے۔ اس غرض کے لئے بوقت ضرورت کمپنی وحکومت کے مابین کوئی فوری معاہدہ بھی ہو سکیگا۔

(ج) حکومت کمپنی کو پانی کے لئے کنوئیں کھودنے اور نل لگانے اور اس پانی کو ہر طرح استعمال کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق عطاء کرتی ہے۔ اسی طرح کمپنی اس پانی کو بھی اپنی ضروریات میں استعمال کر سکتی ہے۔ جو حکومت کے لئے مخصوص ہے۔ بشرطیکہ اس سے موجودہ گھروں اراضی اور گھاٹوں پر مویشی و انسانوں کو نقصان نہ پہنچے۔ اور وہاں ہر وقت پانی کافی مقدار میں موجود رہے۔

(ح) حکومت کمپنی کو یہ حق دیتی ہے۔ کہ وہ ضروری حد تک ان معدنیات کو جو حکومت کی ملک ہیں۔ مثلاً مٹی۔ پتھر۔ چونہ۔ گارا اور دیگر اسی قسم کی اشیاء استعمال کر سکتی ہے۔ لیکن لکڑی اور سوختہ صرف خانگی ضرورت کے ماسوا مکانات تعمیر کے لئے بلا معاوضہ استعمال کرنے کا حق نہیں۔

(خ) ان حقوق کے معاوضہ میں کمپنی حکومت کو خاص وسائل نقل و حرکت و آمد و رفت استعمال کرنے کا حق خطرات کے وقت عطاء کرتی ہے۔ اگر اس استعمال کی وجہ سے نقصان پہنچے۔ تو اس کا معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ خواہ وہ نقصان ان وسائل کی اندرونی خرابی کی وجہ سے ہوا ہو یا حکومت کے استعمال اور اس کے سامان کی نقل و حرکت کی وجہ سے۔

تشریح۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حکومت ان تخمینی منافع کا معاوضہ نہ دے گی۔ جو اس زمانہ استعمال میں کمپنی اس وسائل سے حاصل کر سکتی تھی۔ یا یہ کہ اتفاقیہ یہ وسائل کسی اچانک غیبی سبب کی بنا پر بیکار ہو جائیں یا نقصان پہنچ جائے تو اس کا معاوضہ بھی حکومت کمپنی کو دیگی۔

(د) اگر کوئی زمین کسی شخص کے ٹھیکہ یا ملک میں ہو اور کمپنی کو کان کنی یا معدنیات کی تحقیقات یا اس کی درستگی کے لئے اس زمین کی ضرورت ہو تو کمپنی اس زمین کے مالک یا ٹھیکہ دار کو مناسب معاوضہ دے کر اسے حاصل کر سکتی ہے۔ اور اس بارہ میں حکومت بھی اس حصول کے لئے کمپنی کی مدد کرے گی۔ خواہ کمپنی کا مفاد اس زمین کی سطح یا اس کو کھودنے سے وابستہ ہو۔

دفعہ ششم (الف) کان کنی وغیرہ مذہبی اور مقدس مقامات مثل مقابر و مساجد میں نہیں ہو سکتی۔ اور نہ کمپنی ان مذہبی مقامات کو کسی اور غرض کے لئے استعمال کر سکتی ہے۔

(ب) کمپنی اوقات دفتر میں مجاز عمال حکومت کے سامنے حکومت کی اطلاع کے لئے تمام رجسٹر پیش کرے گی۔ اور متعلقہ معلومات میں آسانیاں بہم پہنچائے گی۔

(ت) کمپنی کے تمام عمال وکارکن حکومت کے انتظامی سیاسی اور دینی معاملات میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مملکت عربیہ کے اندر کوئی مداخلت نہ کریں گے۔ اور جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے گا۔ اُسے قانون حکومت کے مطابق جلاوطنی اور جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

تشریح۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اس بارہ میں عمال کمپنی کے ساتھ وہی قانونی سلوک کیا جائے گا۔ جو حکومت کی رعایا کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(ت) کمپنی کے محکمہ انتظامی میں چند ایسے اشخاص ہوں گے جنہیں خود کمپنی منتخب کرے گی۔ کہ وہ کمپنی کے کام کے لئے اجنبی رعایا کو ملازم نہ رکھیں۔ بلکہ سعودی رعایا کو مقدم سمجھیں۔ جب تک کہ انہیں کمپنی کے کام کے لئے ایسے آدمی ملتے رہیں۔ ہاں جب اس کے خاص کاموں کے لئے یہاں آدمی میسر نہ آئیں۔ تو وہ مقرر کرنے سے پہلے حکومت سے مشورہ کریں گے۔ اور ان کے ناموں کی اطلاع ایک ماہ قبل دیں۔ اگر حکومت نے اس مدت میں ان پر کوئی اعتراض نہ کیا تو کمپنی اسے حکومت کی رضامندی سمجھے۔ اسی طرح منتظمین کمپنی کے لئے اس کا بھی حق نہیں کہ وہ سعودی رعایا سے ایک ماہ سے زائد کا معاہدہ کریں۔ مگر حکومت کے مشورہ کے بعد ایسا کر سکتے ہیں۔ اگر پندرہ روز کے اندر حکومت کمپنی کو اس قسم کے استفسار کا جواب نہ دے تو کمپنی اس سکوت کو حکومت کی رضامندی سمجھے۔

(ج) کمپنی اس امر کا لحاظ رکھے گی۔ کہ وہ اپنے عمال کے لئے اندرون مملکت میں کام لینے کے متعلق ایسے ضوابط منظور کرے گی۔ جو حکومت عربیہ سعودیہ کے مروّجہ قوانین سے یا جو آیندہ وضع کئے جائیں۔ متصادم نہ ہوں۔

(ح) کمپنی حکومت کے لئے چند نسخے ان تمام ضوابط و احکام کے پیش کرے گی۔ جو معاہدہ ہذا کے مطابق اس کام کو انجام دینے کے لئے اس نے وضع کئے ہیں۔

(خ) کمپنی حکومت کے سامنے خاص خاص معلومات بہم پہنچانے کے لئے چھ ماہ کے اندر گذشتہ چھ ماہ کے کاموں کی رپورٹ پیش کرے گی۔

(د) کمپنی عہدہ داران حکومت یا وکلاء حکومت کے لئے جو اپنے فرائض انجام دینے آئیں۔ وسائط نقل وحرکت و ذرائع آمد و رفت میں آسانیاں بہم پہنچائے گی۔

(ذ) فی الحال حکومت نے کمپنی کو یہ ٹھیکہ دفعہ سوم کے فقرہ ''ت'' کی اور دفعہ پنجم کے فقرہ ''الف'' کی شرائط مذکورہ بالا کے مطابق دے دیا ہے۔ لیکن کمپنی جب معلومات حاصل کرے۔ اور ان معلومات سے عملی فوائد حاصل کرنے کا قبضہ کرے۔ تو وہ ایک یا چند ماتحت کمپنیاں معدنیات کو نکالنے۔ انہیں صاف کرنے یا کان کنی کا سامان بہم پہنچانے کے لئے قائم کرنا چاہے۔ تو یہ بڑی کمپنی حکومت کو ماتحت کمپنی یا چند کمپنیوں کے اہل المال میں پندرہ فی صدی حصص دے گی۔ اور ماتحت کمپنیوں پر شرط لازم ہوگی۔ جو قرارداد (ب) میں بیان کی گئی ہے۔ نیز یہ کہ بڑی کمپنی حکومت عربیہ سعودیہ کی رعایا کے سامنے دس فیصدی حصص پیش کرے گی۔ جن کا قبول کرنا یا رد کرنا تین ماہ کے اندر تاریخ پیشی سے ضروری ہے۔

(س) ماتحت کمپنی یا کمپنیوں کے لئے یہ امر ضروری ہوگا۔ کہ وہ اپنے فرائض پوری محنت و کوشش سے انجام دیں۔ یہاں تک کہ کم وقت میں وہ معدنیات فن تعدین کے مطابق تجارت کے قابل ہو جائیں۔ کانکنی کے اعمال میں تمام آلات وسامان کان کنی کا منگانا اور انہیں بلاد عربیہ سعودیہ میں پہنچانا شامل ہے۔ مزید براں اس میں کھودنا۔ زمین کو برمانا۔ معدنیات کو صاف کرنا۔ سڑکیں بنانا۔ خیمے کھڑے کرنا۔ سواریاں رکھنا وسائل آمد و رفت و ذرائع نقل وحرکت مہیا کرنا۔ مکانات کو استعمال کرنا اور وسائل کھدائی کے لئے تین قسمیں ہیں۔ (۱) دیاموور لنچ (۲) شان در لنچ (۳) رونادی در لنچ۔ نیز اسی طرح کان کنی کے اعمال میں یہ داخل ہے۔ کہ زمین کے نیچے علم طبقات الارض کے اصول پر کھدائی کے ذریعہ پانی اور دیگر قسم کے مواد کی معلومات بہم پہنچائی جائیں۔

(ا) مذکورہ بالا شروط کے مطابق ایک ٹھیکہ یا چند ٹھیکے اس شرط پر دیئے جائیں گے کہ ایک کمپنی یا چند کمپنیاں جو مذکورہ بالا اغراض کے لئے قائم ہوں وہ ٹھیکہ ملنے کی تاریخ سے نصف سال کے اندر غیر صاف شدہ معدنیات کی قیمت کا پانچ فیصدی حصہ حکومت کو ادا کریں گی۔ اور اس بنا پر دوران کان کنی دفعہ چہارم کے فقرہ ''ت'' میں جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ زر معاوضہ خود بخود ساقط ہو جائیگا ۔ (الفقیہ)

احمدی مشن

علاماتِ مسیح موعود بروئے احادیث

مخدومی محترم میر محمد اسحٰق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ نے نائٹ سکول کے طلباء کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق متعدد مضامین لکھوائے جن میں سے ایک مضمون ''علامات مسیح موعود از روئے احادیث'' مولوی عبد الصمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان کا آئندہ یوم التبلیغ کی مناسبت سے شائع کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام کو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ انشاء اللہ دیگر مضامین بھی فاروق ہی میں یوم التبلیغ سے قبل حسب گنجائش شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

(ایڈیٹر)

بخاری شریف میں آنے والے مسیح کے متعلق جو پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کیف انتم اذا نزل ابن مریم اور ایک حدیث میں یوں الفاظ ہیں۔ والّذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکمًا مقسطًا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ۔ اور بعض نسخوں میں ویضع الحرب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فقط ہیں۔ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احدٌ۔ چونکہ ہم احمدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کو اس پیشگوئی کا مصداق سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ بیان کردہ تمام علامات آپ کے وجود میں ثابت کر کے دکھلائیں۔ اور جو غلط مطلب اس حدیث کا غیر احمدی سمجھتے ہیں۔ اس کو رد کر دیں۔

پہلا فقرہ اس حدیث میں کیف انتم کا ہے اس کے عربی زبان کے لحاظ سے دو معنی بن سکتے ہیں۔ اور وہ دونوں یہاں پر مراد ہیں۔ پہلے معنی یہ ہیں۔ کہ کیف انتم تم کیسے ہو گے یعنے تمہاری حالت بڑی ہو گی۔ ان معنوں کی رو سے آنے والے مسیح کی ایک یہ علامت قرار دی گئی ہے کہ اس کے آنے کے وقت مسلمانوں کی حالت بہت ابتر ہو گی۔ ان معنوں کے لحاظ سے بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ظاہر ہے۔ کہ آپ کی بعثت کے وقت مسلمانوں کی خستہ حالی پکار رہی تھی کہ ؎

"مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب"

کا زمانہ ہے۔

دوسرے معنی:۔ کیف انتم کے یہ ہیں کہ تم کیسے ہو گے یعنی نہایت خوش قسمت ہو گے۔ کیونکہ تم میں آنے والا موعود تشریف لا کر تمہیں اس راستہ پر لے جائیگا جس پر چل کر تم اپنے تمام نقصانات کی تلافی کر سکو گے یہ علامت بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں پائی جاتی ہے۔ کہ آپ تشریف لا کر ایک جماعت بنا گئے ہیں۔ جو عیسائیوں۔ آریوں اور تمام مذاہب باطلہ کا رد کرتی ہے۔ دنیا کے کناروں تک مبلغ بھیجے جاتے ہیں۔ اور ایک ہاتھ پر جمع ہونا جو مسلمانوں سے بالکل مفقود ہو چکا تھا۔ نئے سرے سے اس کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور علاوہ عقلی اور نقلی دلائل کے پیشگوئیوں اور نشانات کے ذریعہ اسلام کی تائید کی جاتی ہے۔

دوسری حدیث میں بجائے ان الفاظ کے والذی نفسی بیدہ لیوشکن کے الفاظ ہیں جن کے یہ معنی ہیں۔ کہ آنے والے موعود کا دنیا میں آنا یقینی ہے وہمی یا خیالی نہیں۔ اور لیوشکن میں اس کے آنے کو قریب ظاہر کرنا اقتربت الساعۃ کی طرح اس کی آمد کو یقینی ٹھہرانا ہے۔

دوسرا فقرہ اذا نزل ہے۔ غیر احمدی کہتے ہیں۔ کہ نزول سے مراد اوپر سے نیچے اترنا ہے۔ اس لئے چونکہ یہ مفہوم مرزا صاحب میں نہیں پایا جاتا کیونکہ وہ اوپر سے نیچے نہیں اُترے بلکہ اسی دنیا میں پیدا ہوئے ہیں۔ بدیں وجہ آپ اس حدیث کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ ہاں عیسےٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر ہیں۔ اس لئے قرب قیامت وہ آسمان سے اتریں گے۔ اور وہ اس پیشگوئی کا مصداق ہونگے۔ اس اعتراض کے کئی جواب ہیں۔ **اوّل** یہ کہ یہاں نزول کے ساتھ من السماء کے الفاظ نہیں۔ **دوم** ان کا یہ کہنا کہ نزول رفع کی فرع ہے اور رفع مسیح علیہ السلام کے حق میں بولا گیا۔ اس لئے صحیح نہیں کہ وہ جو اصل ہے یعنے مرفوع وہ بھی مختص سماء کے ساتھ ہو پس نہ اصل نہ فرع کوئی بھی سماء سے مختص نہیں۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ نزول کا لفظ قرآن مجید میں بہت جگہ استعمال ہوا ہے اور وہاں پر اس کے معنے اوپر سے نیچے اترنا نہیں بلکہ صرف ایتاء اور اعطاء کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے نیز ارسال اور بعثت کے معنوں میں بولا گیا ہے جیسا کہ فرمایا انزلنا علیکم لباسًا یواری سوآتکم وریشا نیز فرمایا وانزلنا من الانعام ثمانیہ ازواج یہ تو ایتاء اور اعطاء کا مفہوم ہے۔ ارسال اور بعثت کے ثبوت میں قرآن مجید کی یہ آیت انزل اللہ علیکم ذکرًا رسولًا یتلوا علیکم اٰیت اللہ ہے۔

یعنے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے ذکرًا تمہارے نصیحت کرنے کے لئے رسولًا ایک رسول جو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھتا ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں ایک اصولی آیت ایسی ذکر کی گئی ہے جس سے دنیا کا کوئی واقعہ بھی انزال کے مفہوم سے باہر نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان من شیئٍ الا عندنا خزائنہٗ وما ننزلہ الا بقدرٍ معلوم۔ یعنے دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور جو کچھ تم کو مل رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اُتارنے سے مل رہا ہے۔ پس اس آیت میں ہر بات کو جو اللہ تعالےٰ سے ہم تک پہنچے۔ نزول کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اس لئے اذا نزل کے یہ معنی ہوئے کہ آنے والے موعود کا آنا اتفاقی نہیں اور نہ کسی انسانی کوشش یا سمجھوتہ پر مبنی ہے۔ بلکہ اس کا آنا محض نزول من اللہ ہے۔ اسی کی طرف سورۃ الجمعۃ میں اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

تیسری علامت:۔ ابن مریم کے الفاظ ہیں غیر احمدی کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی والدہ کا نام مریم نہ تھا۔ اس لئے آپ اس حدیث کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ اور چونکہ عیسےٰ علیہ السلام پر لفظ ابن مریم بولا جا سکتا ہے۔ اس لئے وہی اس حدیث کا مصداق ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ عربی زبان بلکہ ہر زبان میں ایک علم بول کر اس سے مراد اس کا مسمّیٰ ہر جگہ نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات اس کا مثیل مراد ہوتا ہے جیسا کہ ایک عادل کو نوشیروان۔ سخی کو حاتم۔ متکبر کو فرعون۔ بخیل متمول کو قارون۔ ظالم کو یزید اور رستم کو طاقتور کے لئے عام طور پر استعمال کرتے ہیں۔ نیز عربی کتابوں میں لکھا ہے ابو یوسف ابو حنیفہ یعنے ابو یوسف قاضی ابو حنیفہ تھے حالانکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ ان کے شاگرد تھے۔ لیکن باوجود اس کے یہ فقرہ صحیح ہے۔ کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں سے امام ابو یوسفؒ پوری طرح اپنے استاد کے رنگ میں رنگین تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ علم بلاغت والوں نے لکھا ہے۔ کہ ادوات تشبیہ کے حذف کرنے سے تشبیہ میں زیادہ قوت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ایک بہادر کے متعلق یہ کہنا کہ وہ شیر ہے بدرجہا بہتر ہے اس کہنے سے کہ وہ شیر کی طرح ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ خود شرع شریف میں یہ طریق استعمال ہؤا ہے کہ ایک علم بول کر یا معرفہ استعمال کر کے مثیل مراد لیا گیا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں لکھا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مُروا أبا بكرٍ فليصلّ بالنّاس۔ لیکن جب آپ کی ازواج مطہرات نے مختلف حیلوں سے اس حکم کو منسوخ کرانا چاہا تو آپ نے فرمایا۔ انّكنّ لانتنّ صواحب یوسف۔ کہ تم عورتیں وہی یوسف علیہ السلام کو پھسلانے والی عورتیں ہو اس میں انّ کا لفظ لاَ نتنّ کا لام اور پھر انتنّ کا اضافہ تین قسمیں کھائی گئی ہیں۔ اس امر کے اظہار کے لئے کہ حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ہی یوسف علیہ السلام کو پھسلانیوالی تھیں۔ حالانکہ کوئی غیر احمدی اس امر کا قائل نہیں۔ بلکہ سب لوگ یہی معنی کرتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کی ازواج حضورؐ کو اپنے عزم سے ہٹانے میں ویسی تھیں جیسا کہ زلیخا کی سہیلیاں یوسف علیہ السلام کو ان کے عزم سے ہٹاتے ہیں۔ اس حدیث میں مثل کا لفظ نہیں۔ اور حضور علیہ السلام کی بیویوں کو "صواحب یوسف" کہا گیا ہے۔ اسی طرح زیر بحث حدیث میں مثل کا لفظ موجود نہیں اور آنے والے موعود کو "ابن مریم" نام دیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضور علیہ السلام کی بیویوں کا یوسف علیہ السلام کو پھسلانے والی عورتوں سے ہزاروں سال بعد ہونا ایک قوی اور یقینی قرینہ ہے اس امر پر کہ حضور علیہ السلام کی بیویاں بعینہٖ یوسفؑ والی عورتیں نہ تھیں۔ تو ہم یہ کہیں گے۔ کہ قرآن مجید میں آیات قطعیۃ الدلالۃ سے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی بھی وفات ثابت ہے۔ اور یہ بھی قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جو ایک دفعہ فوت ہو جائے وہ دوبارہ اس دنیا میں زندہ نہیں ہوتا۔ پس قرآن مجید میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کی وفات کا ذکر ایک قرینہ قویہ ہے اس امر پر کہ اس حدیث میں ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ زیر بحث حدیث ایک پیشگوئی ہے۔ اور پیشگوئیوں میں کبھی ایک شخص سے مراد اس کا اپنا وجود ہی نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد کوئی اور شخص ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ مجھے خواب میں ایک بہشتی خوشۂ انگور دیا گیا۔ کہ یہ ابو جہل کے لئے ہے مگر واقعات نے بتایا کہ ابو جہل سے مراد اس کا بیٹا عکرمہ تھا۔ اسی طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا اعطیت مفاتیح خزائن کسریٰ یعنے مجھے کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ اس حدیث کی تشریح میں بخاری شریف میں لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذهب رسول الله وانتم تنتشلونها یعنے حضرت دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور یہ پیشگوئی تمہارے ذریعہ سے پوری ہوئی۔ پس پیشگوئیوں میں شخص مذکور سے مراد کبھی اس کا بیٹا کبھی متبع اور کبھی مثیل ہو سکتا ہے۔

چوتھی علامت حکماً کے الفاظ میں ظاہر کی گئی ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ آنے والا موعود صاحب حکم ہوگا۔ یعنے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مرسل ہوگا۔ اور اسے یہ اختیار اللہ تعالےٰ کی طرف سے تفویض کیا جائے گا۔ کہ وہ لوگوں پر حکم لگائے۔ اور اختلافی مسئلوں میں فیصلہ کرے۔ اس سے یہ مراد لینا کہ وہ صاحب حکومت ظاہری ہوگا۔ درست نہیں۔ کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا یعنے اس عمر میں جس میں عموماً نبی مبعوث نہیں ہوتے حضرت یحیےٰ علیہ السلام کو منصب حکم دیا گیا۔ اور سب غیر احمدی اس امر پر متفق ہیں کہ حضرت یحیےٰ علیہ السلام صاحب حکومت نہ تھے۔ پس حکم کے معنی ہیں کہ آنے والا موعود مسلمانوں کے مذہبی نزاعوں میں فیصلہ دینے کا مجاز ہوگا۔

پانچویں علامت مقسطاً کے الفاظ ہیں۔ کہ آنے والے موعود کے فیصلہ صحیح ہوں گے۔ غلط نہ ہوں گے۔

چھٹی علامت فیکسر الصلیب کے الفاظ ہیں۔ اس علامت کے متعلق غیر احمدیوں کا خیال ہے کہ آنے والا موعود عیسائیوں کی ظاہری صلیبیں توڑ دے گا۔ لیکن یہ بات بوجوہ باطل ہے۔ وجہ اوّل:۔ ظاہری صلیبیں توڑنا شرعاً منع ہے۔ کیونکہ صلیب گرجوں کا ایک حصہ ہے اور گرجے کا مفہوم مقام صلیب ہے۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لولا دفع الله النّاس بعضهم ببعضٍ لهدّمت صوامع وبيعٌ وصلوٰتٌ ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا منشا ہے۔ کہ گرجے اور مسجدیں وغیرہ نہ توڑے جائیں۔ پس اگر عیسٰے علیہ السلام صلیبیں توڑیں گے تو لازماً گرجوں کی بے حرمتی ہوگی۔ اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

وجہ دوم۔ یہ ناممکن ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام بغیر جبر کے صلیبیں توڑیں اور جبر کرنا قرآن کریم کی صریح تعلیم کے خلاف ہے جیسا کہ فرمایا لااکراہ فی الدین قد تبیّن الرشد من الغیّ ؛ دین میں زبردستی نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔ اگر صلیبیں توڑنا شریعت محمدیہ میں امر مستحسن یا امر واجب ہے تو چاہیئے تھا۔ کہ تیرہ سو برس میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم اور نیک متقی مسلمان بادشاہ یہ فعل کرکے ثواب حاصل کرتے۔ لیکن تاریخ اسلامی میں ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ حضور علیہ السلام یا آپ کے خلفاء رضی اللہ عنہم نے عیسائیوں کی کوئی ایک صلیب بھی توڑی ہو بالخصوص جب کہ انہوں نے عیسائیوں کا مرکز بیت المقدس اور ان کا ملک یعنی فلسطین فتح کیا۔ اس سے معلوم ہؤا۔ کہ شریعت اسلامیہ میں ظاہری صلیبیں توڑنا نہ واجب ہے نہ امر پسندیدہ۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ اسلام پر عامل ہونگے یہ فعل نہیں کرسکتے۔

چوتھی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ فعل عبث ہے۔ اگر ہم کسی قوم کی عبادت گاہیں گرادیں۔ تو علاوہ اسلام کے خلاف عمل کرنے کے کوئی فائدہ اس فعل کا پیدا نہیں ہوسکتا۔ پس حضرت عیسےٰ علیہ السلام یہ بے فائدہ عمل نہیں کرسکتے۔

پانچویں وجہ کہ یہ عمل ہی ناممکن ہے کیونکہ صلیب سونے۔ چاندی۔ دھاتوں اور پتھر کے علاوہ سیاہی بلکہ ہاتھ کے اشارہ سے بنائی جاسکتی ہے۔ پس اس چیز کو کلیتاً دنیا سے نابود کرنا یہ انسانی طاقت میں نہیں۔

ہمارے ان اعتراضوں کے جواب میں غیر احمدی کہا کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام دنیا پر نزول فرمائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ پر سب عیسائی مسلمان ہوجائیں گے۔ اس لئے وہ خود اپنے ہاتھ سے اپنی صلیبیں توڑ دیں گے۔ اس لئے مذکورہ بالا پانچوں جرحیں قائم نہیں رہ سکتیں۔ اس بات کا ہماری طرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ یہ بات کہ کسی زمانہ میں کوئی یہودی یا عیسائی باقی نہ رہے قرآن مجید کے خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ یعنے قیامت تک بغیر کسی استثناء کے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متبع اور منکر دونوں موجود رہیں گے۔ نیز فرمایا واغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الیٰ یوم القیامۃ نیز والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ۔ نیز بہت سی آیات قرآن کریم میں ایسی ہیں جن کا مفہوم یہ ہے۔ کہ سب لوگ ایک مذہب پر جمع نہیں ہوسکتے۔ علاوہ ازیں حدیث شریف میں لکھا ہے۔ کہ قیامت کے قریب عیسائی ساری قوموں سے زیادہ ہونگے۔ پس وہ بنیاد جس پر جبر کے اعتراضوں کو رد کیا گیا تھا۔ قرآن مجید کی رو سے غلط ثابت ہوتی ہے۔ پس آنے والے مسیح موعود عیسائیوں کی ظاہری صلیبیں نہیں توڑ سکتے بلکہ اس علامت کا اصلی مطلب یہ ہے۔ کہ جو صلیب عیسائیوں نے اپنی نجات کے لئے کھڑی کی ہوئی ہے یعنے مسیح علیہ السلام کا لوگوں کے گناہوں کی خاطر صلیب پر جان دینا اس کو آنے والا موعود غلط ثابت کردے گا کیونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو صلیب دیئے جانے کے متعلق چار قومیں کچھ نہ کچھ عقیدہ رکھتی ہیں۔ اوّل یہودی جن کا خیال ہے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا کر ماردیا اب یہ مذہب کسر صلیب کا مفہوم اپنے اندر نہیں رکھتا کیونکہ اس مذہب میں صلیب کامیاب ہوئی ہے اور مسیح علیہ السلام توڑے گئے ہیں۔

دوسری قوم عیسائیوں کی ہے۔ یہ اس واقعہ میں یہودیوں کے ہم خیال ہیں۔ اس لئے وہ بھی کاسر صلیب نہیں۔

تیسری قوم مسلمان غیر احمدیوں کی ہے ان کے نزدیک حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھے ہی نہیں۔ اور نہ مرے ہیں۔ پس گو یہ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کے کاسر نہیں مگر صلیب کے بھی کاسر نہیں۔ کیونکہ کسر صلیب کے مفہوم کے لئے ضروری ہے۔ کہ وجود صلیب کو مانا جائے۔ اور یہ لوگ مسیح علیہ السلام کی صلیب کے وجود کے مقر ہی نہیں۔

چوتھی قوم احمدیوں کی ہے ان کا مذہب یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیب پر بے شک چڑھائے گئے مگر صلیب اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکی اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ اُتار لئے گئے۔ پس اس مذہب میں نہ انکار صلیب ہے نہ صلیب کو کامیاب سمجھا گیا ہے۔ بلکہ صلیب کو شکست خوردہ اور ٹوٹا ہؤا قرار دیا گیا ہے۔ پس آنے والا موعود دنیا پر یہ ثابت کردے گا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیب سے زندہ اتار لئے گئے تھے۔ اور اس طرح عیسائی مذہب بیخ و بنیاد سے اُکھڑ جاتا ہے۔ اس علامت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیوں کی اپنی مسلمہ کتب یعنی اناجیل اربعہ اور عہدنامۂ عتیق و جدید سے ایک اور ایک دو کی طرح ثابت کردیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے زندہ اُتار لئے گئے تھے۔ اس موقع پر ان دلائل کے تحریر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں تفصیلی طور پر وہ دلائل درج ہیں اور اس امر کا ثابت کردینا عیسائیت کو معدوم کردینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا مذہب صرف اس امر پر قائم ہے کہ نجات کے لئے شریعت اور مذہب کافی نہیں۔ بلکہ کوئی شخص بھی آدم علیہ السلام کا وارث ہونے کی وجہ سے گناہ سے پاک نہیں ہوسکتا۔ اس لئے دنیا میں نجات کا دروازہ کھولنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام نے جو کہ خود گناہوں سے پاک تھے اپنے ماننے والوں کے گناہ اٹھا لئے اور چونکہ گناہ کی سزا موت ہے اس لئے یہ موت صلیب کے ذریعہ ان پر وارد کی گئی۔ لیکن اگر یہ ثابت ہوجائے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے زندہ اُتر آئے تھے۔ تو صاف ثابت ہوجائیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ انہوں نے لوگوں کے گناہ نہیں اٹھائے اس لئے عیسائیوں کو جب کہ مسیح کا کفارہ حاصل نہ ہو سکا۔ نجات حاصل کرنے کے لئے کسی نہ کسی شریعت پر عمل کرنا پڑے گا۔ اور اس طرح موجودہ عیسائی مذہب باطل ٹھہرے گا۔

ساتویں علامت ﴿ ویقتل الخنزیر ہے

اس علامت کے معنے غیر احمدیوں کے نزدیک یہ ہیں۔ کہ آنے والا موعود جنگل کے سوروں کو قتل کرے گا۔ لیکن یہ فعل ایک نبی کی شان کے شایاں نہیں۔ کیونکہ اوّل اس لئے کہ شکار کار بیکاراں ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو تبلیغ سے کب فرصت ہوگی۔ کہ وہ سوروں کو مارتے پھریںگے۔ اور اگر تفریح کے لئے ایسا کریںگے۔ تو جب کہ اور ہزاروں حلال جانور موجود ہیں کیا وجہ ہے کہ ان کو چھوڑ کر وہ سؤر کا شکار کھیلیں گے۔

دوم اس لئے کہ سؤر ایک کثیر التناسل جانور ہے اور دنیا کے ہر جنگل اور ملک میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا روئے زمین سے معدوم کر دینا ایک ناممکن فعل ہے۔

سوم اس لئے کہ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام سوروں کی نسل کو بالکل معدوم کر دیںگے تو جو غرض اس کی پیدائش کی ہے وہ مفقود ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔

چہارم اس لئے بھی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی امت سوروں کی قاتل اور ان کے کھانے والی ہے۔ لیکن اسلامی شریعت نے سور کے کھانے کو حرام کر دیا ہے۔ اس حدیث میں چونکہ مسیح علیہ السلام کو ان کا قتل کرنے والا قرار دیا ہے۔ جس سے یقیناً ان کی امت اس جانور کے کھانے کی طرف زیادہ راغب ہوگی۔ عادتاً بھی اور تبرکاً بھی اس لئے ظاہری معنی لینے درست نہیں۔

پنجم اس لئے بھی یہ معنی درست نہیں۔ کہ اگر یہ فعل مستحب یا پسندیدہ ہوتا۔ تو شارع علیہ السلام اور آپ کے خلفاء ضرور کبھی نہ کبھی اس کو اختیار کرتے۔ پس ان پانچ وجوہات کی بناء پر یہ معنی کسی طرح درست نہیں۔ بلکہ اصل معنی یہ ہیں۔ کہ آنیوالے موعود کے ہاتھ پر ایسے ایسے دشمن دین ہلاک ہونگے۔ جن میں خنزیری صفات پائے جاتے ہیں۔

آٹھویں علامت ﴿ ویضع الجزیۃ کے الفاظ ہیں۔

اس کے معنوں میں ہم اور غیر احمدی دونوں متفق ہیں۔ یعنے آنے والا موعود قوموں سے جزیہ کو ہٹا دے گا یعنی کسی سے جزیہ نہ لے گا۔ لیکن اس کی تفصیل میں ہمارا اور ان کا اختلاف ہے۔ کیونکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ جب کوئی قوم مسلمانوں پر حملہ کرے اور مسلمان مدافعت کرنے لگیں۔ تو اس مدافعت کے تین نتیجے ہو سکتے ہیں اوّل یہ کہ ساری قوم ماری جائے۔ دوم یہ کہ وہ لوگ مسلمان ہو جائیں۔ تب بھی لڑائی ختم ہو جائیگی۔ سوم یہ کہ حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون کے ماتحت اگر دشمن جزیہ دینے پر راضی ہو جائیں تو لڑائی بند کرنی پڑے گی۔ لیکن آنے والا موعود تین صورتوں میں تیسری صورت اختیار نہیں کرے گا۔ بلکہ یا قتل کرے گا یا اسلام قبول کرے گا۔ یعنے جو جزیہ دے کر کافر رہنا چاہے اس کی درخواست منظور نہیں کی جائے گی۔ لیکن اس کا یہ جواب ہے کہ یہ سب مسلمانوں کو مسلّم ہے۔ کہ آنے والا موعود قرآن کریم کے کسی حکم کو منسوخ نہیں کرے گا۔ بلکہ پوری طرح شریعت محمدیہ کا متبع ہوگا۔ اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون کی موجودگی میں وہ کافروں سے جزیہ قبول نہ کرے۔ پس یہ معنی اس لئے غلط ہیں۔ کہ اس سے قرآن کریم کو منسوخ قرار دینا پڑتا ہے۔ دوئم یہ معنی اس لئے بھی غلط ہیں کہ ان الفاظ ویضع الجزیۃ کی بجائے بعض نسخوں میں یضع الحرب کے الفاظ ہیں۔ یعنے آنے والا موعود لڑائی نہیں کرے گا۔ پس جو شخص سرے سے لڑائی ہی نہیں کرے گا۔ اس کے متعلق یہ کہنا۔ کہ وہ سوائے قتل اور اسلام کے اور کوئی صورت منظور نہ کرے گا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ پس یضع الحرب کے الفاظ جو بعض نسخوں میں پائے جاتے ہیں۔ یضع الجزیۃ کی تفسیر کر دیتے ہیں۔ کہ آنے والا موعود چونکہ لڑائی نہیں کرے گا۔ اس لئے وہ کسی سے جزیہ بھی نہیں لے گا۔ کیونکہ جزیہ لینا اسی کا حق ہے جو پہلے کافروں سے لڑائی کرے۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون یعنے لڑائی پہلے ہے اور جزیہ لینا بعد میں۔ غرض یہ آٹھویں علامت اس لئے بیان کی گئی ہے تاکہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ مسیح موعودؑ جلالی نبی ہوگا۔ لڑائیوں سلطنتوں۔ جزیوں اور ٹیکسوں سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

نویں علامت ﴿ ویفیض المال وحتے لا یقبلہ احدٌ کے

الفاظ ہیں۔ یعنی مال زیادہ ہوگا۔ یہاں تک کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ اس کے معنی غیر احمدیوں کے نزدیک یہ ہیں۔ کہ آنے والا موعود ساری دنیا کا بادشاہ ہوگا۔ اس کے خزانے مال سے بھرے ہونگے۔ اور ساری دنیا اتنی امیر ہوگی کہ جب مسیح علیہ السلام کسی کو روپیہ دیں گے تو وہ لینے سے انکار کر دے گا۔ لیکن یہ معنی کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتے۔ اوّل اس لئے کہ قرآن کریم کے نزدیک پوری طرح کشائش رزق کا زمانہ دنیا میں نہیں آ سکتا جیسا کہ فرمایا ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء یعنے اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ تنگی اور اندازہ سے لوگوں کو رزق دیتا ہے۔ پس اس حدیث کے یہ معنی خدا کی سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے کسی طرح بھی قابل تسلیم نہیں؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوئم اس لئے کہ جن لوگوں کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام روپے دینگے۔ وہ یا مومن ہونگے یا کافر یا یوں کہا جائے۔ وہ دیندار ہوں گے۔ یا دنیا دار ان دو صورتوں کے سوا تیسری صورت ذہن میں نہیں آ سکتی۔ پس اگر وہ دیندار ہونگے تو بھی وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے عطیہ سے انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ امر خلاف شریعت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں لکھا ہے اذا اُعطیت من غیر استشراف نفسٍ ولا مسئلۃٍ فخذہ۔ نیز بخاری شریف میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ایوب نبی علیہ السلام ننگے نہا رہے تھے۔ کہ اوپر سے سونے کے ٹکڑے گرے حضرت ایوب علیہ السلام نہانا چھوڑ کر فوراً انہیں چننے لگے جس پر انہیں الہام ہؤا۔ یا ایوب الم اکن اغنیتک عمّا تری کیا میں نے تجھ کو ان چیزوں سے غنی نہیں کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے عرض کی بلیٰ و لکن لا غنیٰ بی عن برکتک یعنے جو مال بغیر کسی حرص کے انسان کو ملے وہ ضرور لے لینا چاہیئے۔ اس میں لفظ برکت رکھ کر یہ بتایا ہے کہ جو مال حضرت ایوب علیہ السلام کو مل رہا تھا۔ وہ ان کی ضرورت سے زیادہ تھا۔ اس لئے وہ دیندار اور مسلمان لوگ جنہیں حضرت عیسےٰ علیہ السلام روپے دینگے لینے سے کبھی انکار نہیں کر سکتے۔

اور اگر وہ دنیا داروں اور کافروں کو دینگے تب بھی وہ لینے سے انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حدیث شریف میں لکھا ہے لو کان لابن آدم وادیان من مالٍ لا بتغیٰ ثالثاً یعنے اگر کسی انسان کو دو پہاڑوں کے درمیان دو دفعہ مال بھر کر دے دیا جائے تو اس کی حرص کم نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ ایک تیسری وادی کی خواہش کرے گا نیز قرآن مجید میں لکھا ہے واحضرت الانفس الشح یعنے انسانی طبیعت میں اللہ تعالیٰ نے مال کی محبت رکھی ہے۔ اسی طرح فرمایا زیّن للنّاس حبّ الشہوات من النّساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذّہب والفضۃ والانعام والحرث یعنے فطرت انسانی میں دنیوی مال و دولت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں لکھا ہے لن یملأ فاہ الا التراب کہ انسان کی حرص کے منہ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی یعنے مرتے دم تک انسان دنیوی مال و دولت کا خواہشمند رہتا ہے۔ پس مذکورہ بالا آیات اور احادیث کی روشنی میں یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص ظاہری مال کے لینے سے انکار کر دے۔ اس لئے اصل معنی ہمیں کوئی اور تلاش کرنے چاہئیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی طرف سے ہمیشہ اپنے مخالفوں کو بعض باتوں کے پیش کرنے کا چیلنج دیا جاتا رہا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔ نیز فرمایا۔ فاتوا بالتورٰۃ فاتلوھا ان کنتم صٰدقین۔ اسی طرح فرمایا ان کنتم فی ریب ممّا نزّلنا علےٰ عبدنا فاتوا بسورۃٍ من مثلہٖ یعنے ان آیات میں دلائل کا توریت کے حوالجات کا اور قرآن کریم کی نظیر لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ پس یہ انبیاء علیہم السلام کا کام ہے کہ وہ بعض باتوں کے پیش کرنے کا مخالفین سے مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن پہلے انبیاء جو مطالبہ کرتے تھے۔ وہ اس پر کوئی مالی انعام دینا تجویز نہیں کرتے تھے۔ لیکن آنے والے موعود کی یہ خصوصیت بتائی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے بعض مطالبات کو انعام کے ساتھ پیش کرے گا۔ لیکن چونکہ وہ مطالبات پورے نہیں ہو سکیں گے اس لئے مخالفین وہ مال حاصل نہ کر سکیں گے اور مخالفین کا یہ مال حاصل نہ کر سکنا ایک یقینی دلیل ہے کہ وہ مطالبات پورے نہیں کئے جا سکتے۔ اور اس طرح ثابت ہوگا۔ کہ آنے والا موعود اپنے دعاوی میں سچا ہے۔

چنانچہ اس علامت کے مطابق اب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات پر غور کرتے ہیں۔ تو صاف نظر آتا ہے کہ آپؑ نے ہزارہا روپے کے انعام لوگوں کے لئے تجویز کئے لیکن لا یقبلہ احدٌ کے مطابق کوئی شخص ان کو حاصل نہ کر سکا۔ آپ نے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی۔ اور غیر قوموں کو چیلنج دیا۔ کہ اس کے دلائل کا آٹھواں حصہ ہی تم غلط ثابت کر کے دکھا دو۔ میں دس ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہوں۔

دوئم آپ نے آتھم کو کہا کہ اگر وہ یہ قسم کھائے کہ میں پیشگوئی کے ایام میں اس کی ہیبت سے متاثر نہیں ہؤا تھا۔ تو ہم چار ہزار روپیہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن آتھم نے اس مطالبہ کو پورا نہ کیا۔

سوئم آپ نے وہ قصیدہ جو اعجاز احمدی میں درج ہے۔ مع ترجمہ کے شائع کر کے مولوی ثناءاللہ اور دوسرے علماء کو چیلنج دیا کہ وہ اس کی نظیر نہیں لا سکتے۔ اور اگر وہ اس کی نظیر پیش کریں۔ تو دس ہزار روپیہ انہیں انعام دیا جائے گا۔ لیکن باوجود کافی مہلت کے کوئی شخص اس روپے کو حاصل نہ کر سکا۔

چہارم آپ نے لفظ توفّی کے متعلق یہ اعلان شائع فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص یہ ثابت کر دے کہ اس لفظ کے معنی جب کہ یہ باب تفعّل سے ہو اور خدا اس کا فاعل ہو اور مفعول بہ کوئی ذی روح چیز ہو اور سوائے قبض روح کے کوئی اور معنی مراد ہوں تو ہم ایک ہزار روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن کوئی شخص یہ انعام حاصل نہ کر سکا۔

پنجم اسی طرح آپ نے اپنی ایک کتاب میں اعلان کیا۔ کہ جو شخص کوئی مرفوع متصل حدیث خواہ وہ کس قدر ضعیف کیوں نہ ہو ایسی پیش کرے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جسم کے ساتھ آسمان پر گئے ہیں۔ یا جسم کے ساتھ آسمان سے اتریں گے۔ ایسے شخص کو تیس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ لیکن آج تک کوئی شخص اس روپیہ کے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا

ششم رسالہ پیغام صلح میں آپ نے ہندوؤں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اگر تم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنے رشیوں کی عزت کے متعلق ہم سے معاہدہ کر لو۔ اس کے بعد اگر ہماری طرف سے عہد شکنی ہو تو ہم تین لاکھ روپیہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ہندو معاہدہ نہ کر کے اس رقم کو حاصل نہ کر سکے۔

ھفتم۔ مذکورہ بالا انعاموں کے سوا اور بیسیوں انعام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخالفوں کے آگے پیش کئے۔ لیکن کسی انعام کو کبھی بھی مخالفوں نے حاصل کرنے کی کوشش نہ کی۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ جن مطالبوں کے پورا کرنے کے ساتھ وہ انعام مشروط تھے۔ وہ مطالبات پورے نہیں کئے جا سکتے۔ اور قرآن مجید کہتا ہے۔ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ۔ یعنی اگر مخالف مطالبے قبول نہ کر سکیں تو سمجھو کہ یہ سلسلہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

پس یہ آخری علامت بھی واضح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائی جاتی ہے۔ اور چونکہ یہ مسیح موعود کی علامتیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ واقع میں مسیح موعودؑ ہیں ؛ (عبد الصمد متعلم درجہ ثانیہ جامعہ احمدیہ قادیان)

تیس ہزار قرضہ کے لئے احباب کو تحریک

احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شرارتوں کی وجہ سے کچھ عرصہ سے مرکز پر بہت سے غیر معمولی اخراجات کا بوجھ پڑ رہا ہے۔ جس کے باعث صدر انجمن احمدیہ اب پھر زیادہ زیر بار ہو گئی ہے۔ اور معمولی بجٹ میں سے اخراجات کا پورا کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ اب کچھ عرصہ سے انجمن کے کارکنوں اور متعلقین کو ان کی تنخواہیں اور وظائف باقاعدگی کے ساتھ ماہ بماہ ادا نہیں کئے جا سکے۔ اور بعض ضروری کاموں میں روک واقعہ ہوتی ہے۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہ تجویز پسند فرمائی ہے۔ کہ اس وقت ایک نئی تحریک تیس ہزار روپیہ قرض کے لئے۔ جماعت کے اُن خاص احباب سے کی جائے جو حصول ثواب کیخاطر خوشی سے اس میں شریک ہونا چاہیں۔

اس تحریک کو بھی تحریک قرضہ ساٹھ ہزار کی طرح خاکسار کے سپرد کیا گیا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس روپیہ کی فراہمی اور واپسی اسی طرح خاکسار کی زیر نگرانی ہوگی۔ جس طرح پہلے قرضہ کی تحریک تھی۔ اس تیس ہزار روپیہ کی فراہمی اور واپسی کے شرائط حسب ذیل ہوں گے۔

(۱) ایک صد روپیہ سے کم رقم اس تحریک میں کسی دوست سے نہیں لی جائے گی۔ اس سے زیادہ رقم جس قدر بھی کوئی دوست دینا چاہیں شکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی۔ مگر وہ رقم پورے سینکڑوں میں ہونی چاہیئے۔

(۲) یہ رقم جس قدر جلد ممکن ہو محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھیجی جائے۔ زیادہ سے زیادہ تیس اکتوبر ۱۹۳۵ء تک پہونچ جانی چاہئیں۔

(۳) واپسی کل روپیہ کے فراہم ہو جانے پر جنوری ۱۹۳۷ء سے شروع ہوگی۔ اور اس کی وہی صورت ہوگی۔ جو تحریک ساٹھ ہزار میں تھی۔ یعنے ایک ہزار روپیہ ہر مہینہ میں ان دوست یا دوستوں کو ادا کیا جایا کرے گا۔ جن کا نام قرعہ میں نکلے گا۔

اس قاعدہ سے استثنا صرف ان دوستوں کے لئے کی جائے گی۔ جو اس تحریک میں پانچ ہزار یا اس سے زیادہ روپیہ داخل کرینگے۔ ان کے ساتھ یہ رعایت کی جائے گی۔ کہ اگر ان کو کسی وقت روپیہ جلد مطلوب ہو۔ تو ان کے اطلاع دینے اور کم از کم ایک مہینے کا نوٹس دینے پر ان کو ایک مہینے میں اڑھائی ہزار روپیہ تک واپس دیا جائے گا۔ (اس صورت میں اس ماہ میں کوئی رقم بذریعہ قرعہ اندازی واپس نہیں کی جائیگی) اگر ایک سے زیادہ دوست اس استثنا کے ماتحت ایک ہی وقت میں روپیہ طلب فرمائیں۔ تو حتی الوسع ہر ممکن کوشش ان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کی جائے گی۔ اس ضمن میں اس امر کا بیان کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کہ تحریک قرضہ ساٹھ ہزار میں کل رقم جو بہتر ہزار سے زائد جمع ہوئی تھی۔ اس میں سے قریباً چھتیس ہزار روپیہ کی رقم احباب کو واپس کی جا چکی ہے۔ جو اٹھتیس ہزار کی رقم ابھی باقی ہے۔ وہ انشاء اللہ حسب وعدہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء تک تمام احباب کو واپس کر دی جائے گی۔ اور نئے قرضہ کی واپسی اس کے بعد شروع ہوگی۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ جس طرح احباب نے ۴

۴ میری تحریک قرضہ ساٹھ ہزار کو کامیاب بنانے میں خوشدلی کے ساتھ مدد دی تھی۔ اسی طرح اب سلسلہ کی اس نئی خدمت کے موقعہ کو بھی غنیمت سمجھینگے۔ اور اس تحریک میں شامل ہو کر مجھے شکریہ کا مزید موقع عطاء فرمائیں گے۔ (خاکسار فرزند علی عفی عنہ ناظر امور عامہ حال وارد شملہ۔ Rose Villa

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالصہ مشن

سکھ صاحبان کی خدمت میں چند گذارشات!

نمبر ۱۱

(از گیانی واحد حسین صاحب احمدی مبلغ)

سری گورو گرنتھ صاحب کے راگ جو گیانی گیان سنگھ صاحب مصنف تواریخ گرو خالصہ نے لکھے ہیں۔ وہ کل ۳۰ ہیں۔ لیکن موجودہ گرنتھ صاحب کے راگ ۳۱ ہیں۔ جو راگ مالا ڈال کر ۳۲ بنتے ہیں۔ چنانچہ گیان سنگھ کے راگوں کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

۱	سری راگ	۹	سورٹھ	۱۷	گونڈ	۲۵	سارنگ
۲	ماجھ راگ	۱۰	دھناسری	۱۸	رام کلی	۲۶	ملار
۳	گوڑی	۱۱	جیتسری	۱۹	نٹ نارائن	۲۷	کانڑا
۴	آسا	۱۲	ٹوڈی	۲۰	مالی گوڑا	۲۸	کلیان
۵	گوجری	۱۳	بیراڑی	۲۱	مارو	۲۹	بھرباتی
۶	دیوگندھاری	۱۴	تلنگ	۲۲	توکھاری	۳۰	جے جے ونتی
۷	بھاگڑا	۱۵	سوہی	۲۳	کیدارا		
۸	وڈہنس	۱۶	بلاول	۲۴	بھیروں		

تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۷۴ یہ گنتی بھائی گرداس والے سری گورو گرنتھ صاحب کی ہے۔ جو اس وقت کرتار پور میں موجود ہے۔ باقی گرنتھ صاحب اس کی نقل بتائے جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا نقشے میں راگوں کے نام بمعہ نمبر کے لکھے ہیں۔ اور ان کی کل تعداد ۳۰ بتائی گئی ہے۔ لیکن موجودہ سری گورو گرنتھ صاحب میں بمعہ راگ مالا کل راگ ۳۲ ہیں۔ یعنی راگ "بھیروں" کے آگے راگ بسنت ہے۔ جو بقول گیانی گیان سنگھ کے بھائی گرداس جی والے گرنتھ صاحب سے زائد ہے۔ تو اب صاف معلوم ہو گیا۔ کہ یہ راگ بسنت کی بانی بعد میں ملائی گئی ہے۔ اور یہ گرنتھ صاحب کی تحریف کی ایک زبردست دلیل ہے۔

ناظرین یہ ہے۔ سری گورو گرنتھ صاحب کی حالت قریباً قریباً جس کی حفاظت میں ہر بات پر اختلاف ہے۔ کوئی راگ ۳۰ بتاتا ہے۔ اور کوئی ۳۲ کوئی میراں بائی کے شلوک لکھتا ہے۔ جو گرنتھ صاحب میں ندارد ہیں۔ کوئی بھاٹوں کی تعداد ۱۹ اور کوئی ۱۷ اور کوئی ۱۱ پر ہی اکتفا کرتا ہے۔ کوئی گرنتھ صاحب کے مصنف ۵۲ اور کوئی ۷۷ بتاتا ہے۔ بلکہ شلوکوں یا شبدوں تک کا اختلاف موجود ہے۔ چنانچہ گیانی پرتاب سنگھ صاحب نے اپنی کتاب "گورمت سدھانت" میں کبیر صاحب کے کل شبدوں کی تعداد ۵۳۴ اور فرید صاحب کے ۱۴۴ اور بھگت ریوداس کے ۴۰ بھگت نام دیو جی کے ۶۲ لکھی ہے۔ دیکھو گورمت سدھانت صفحہ ۵۷ برخلاف اس کے "بانی بیورہ" میں کبیر صاحب کے شبدوں و شلوکوں کی تعداد ۵۴۰ اور فرید صاحب کے ۱۳۴ اور ریوداس کے ۴۱ اور بھگت سری نام دیو جی کے ۶۰ لکھی ہے۔ دیکھو بانی بیورہ مصنفہ خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی امرتسر اتنے بڑے اختلاف کی موجودگی میں سکھ حضرات کا سری گورو گرنتھ صاحب کی حفاظت کا دعویٰ کس طرح درست تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ دونوں کتابیں سکھوں کی مستند سوسائٹیوں کی طرف سے شائع شدہ ہیں۔ ہم ان ہر دو صاحبان پر بدظنی نہیں کرتے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان حضرات نے مختلف گرنتھ صاحب کے درشن کئے ہوں۔ اور جن سے حوالجات دیئے ہیں۔ ان میں اتنے ہی شلوک درج ہوں۔ پس سری گورو گرنتھ صاحب کا محفوظ ہونا کسی صورت میں درست نہیں سمجھا جا سکتا۔

سکھ صاحبان کی طرف سے گرنتھ صاحب کی حفاظت کے دلائل

اب میں بھائی سیوا سنگھ صاحب ایڈیٹر اخبار خالصہ سماچار امرت سر کے وہ دلائل جو آپ نے سری گورو گرنتھ صاحب کے محفوظ ہونے کے بارے میں دیئے ہیں۔ درج کر کے جواب عرض کرتا ہوں۔ بھائی صاحب لکھتے ہیں:-

گورو گرنتھ صاحب کے جمع کرنے کے وقت جو تحقیق تنقید ہوئی وہ اس قسم کی مکمل اور معقول ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر تحقیق و تنقید ہو ہی نہیں سکتی۔

(۱) جس وقت گورو ارجن صاحب نے بیڑ بنانے کا کام ہاتھ میں لیا۔ اس وقت پہلے چاروں گورو صاحبان کے کلام پوتھیوں کی شکل میں گورو صاحبان کے خاندان سے بابا موہری کے پاس سے مل گیا" (نور کا فتور صفحہ ۳۶)

جواب۔ گورو ارجن صاحب نے وہ کلام جو پوتھیوں کی شکل میں تھا۔ وہ سارا گرنتھ صاحب میں درج نہیں کیا۔ جس کا ثبوت اوپر دے چکا ہوں۔ اور پھر ان پوتھیوں کے علاوہ اور بھی بانی تھی۔ جیسا کہ بھائی بخنتہ والا گرنتھ صاحب جس سے یہی گورو صاحب نے بانی لے کر گرنتھ صاحب میں درج کی۔ اور پھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکھوں کے نام احکام جاری کئے کہ جس کے پاس کوئی شلوک وغیرہ ہو یا زبانی یاد ہو۔ وہ مجھے لکھوا دے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ گورو صاحب اُن پوتھیوں کے علاوہ اور بانی بھی سمجھتے تھے۔ اور ایک گورو گرنتھ صاحب بقول گیانی گیان سنگھ صاحب عربی زبان میں لکھا ہوا بغداد میں موجود تھا پس آپ کا یہ کہنا کہ پہلے چار گورو صاحبان کا کلام تحریر شدہ اور کتابوں کی شکل میں موہری جی کے پاس تھا۔ درست نہیں۔ کیونکہ ان پوتھیوں کے علاوہ اور بھی بہت سا کلام تھا۔ جیسا کہ پہلے لکھ آیا ہوں۔ اور پران سنگل وغیرہ جو راجہ شوبھ نابھ کے ہاں سے منگوائی تھی۔ بھائی صاحب کا صرف اُن کتابوں کو ہی گورو صاحبان کا کلام لکھنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ پس ان واقعات کی روشنی میں آپکی یہ دلیل کیا وقعت رکھتی ہے۔

پھر بھائی صاحب فرماتے ہیں۔

"وہ بھگت جو گورو صاحبان سے پہلے ہو چکے ہیں۔ خود اپنی کلام کو لکھانے کے لئے آئے"۔ (نور کا فتور ص۳۶)

بھائی صاحب کی یہ دلیل درست نہیں کیونکہ کوئی بھگت اپنی کلام لکھوانے گورو صاحب کے پاس نہیں آیا۔ وہ کتابیں جو موہری جی کے پاس تھیں۔ اُنہی میں بھگتوں کی بانی درج تھی۔ (دیکھو تواریخ گورو خالصہ ص۱۹۱ حاشیہ) اور پھر تیسرے گورو کی بانی میں اس طرح مرقوم ہے سے

نامہ چھینبا کبیر جولاہا پورے گورتے گت پائی
برہم کے بیتے سبد پچھانے ہونمی جات گوائی
سرنرتن کی بانی گاوے کوئے نہ میٹے بھائی

(سری راگ محلہ ۳ گرنتھ صاحب آد)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی بھگت مجسم ہو کر اپنی بانی لکھوانے نہیں آیا۔ بلکہ گرنتھ صاحب کی بیڑ تیار ہونے سے پہلے گورو گھر میں بھگت بانی گائی اور اس کی کتھا کی جاتی تھی۔ "بھگت بیت گاوے

زبود اس" سے یہی ظاہر ہے۔ پھر گورو ارجن صاحب فرماتے ہیں۔

کتھا پوراتن ایوں سنی بھگتن کی بانی
سگل دُشٹ کھنڈ کھنڈ کئے جن لئے مانی

(بلاول محلہ ۵ گرنتھ آد)

کہ پوراتن یعنی گذشتہ بھگتوں کی کتھا اس طرح میں نے سُنی ہے۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ گرنتھ صاحب میں درج شدہ بھگتوں کا کلام پورانی کتھاؤں سے لے کر درج کیا گیا ہے۔ جو گو شٹ دال گرو گھر میں ہوتی تھیں۔ اور کوئی بھگت مجسم طور پر اپنی کلام لکھوانے نہیں آیا۔ پھر بھائی صاحب نے وفات یافتہ بھگتوں کا مجسم ہو کر آنے کا کوئی ثبوت اپنی دھرم پستک سری گورو گرنتھ صاحب سے نہیں دیا۔ اور نہ ہی عقلی طور پر یا تواریخی طور پر کوئی ثبوت پیش کیا ہے۔ محض دعوی ہی کوئی چیز نہیں جب تک کوئی ثبوت پیش نہ کیا جاوے۔

سیوا سنگھ صاحب "جب اس طرح گورو گرنتھ صاحب تیار ہو گیا تو گورو ارجن صاحب نے گورو تیغ بہادر صاحب کے کلام کیلئے پیشتر ہی سے جگہ خالی چھوڑ دی تھی جن پر آپکا کلام درج ہو گیا"۔

جواب۔ تمام سکھ مصنف یک زبان ہیں کہ شلوک محلہ ۹ میں

"بل چھٹکیوں بندھن پڑے کچھو نہ ہوت اُپائے"۔
"............................"

یہ دوہرا محلہ ۱۰ یعنی گورو گوبند سنگھ صاحب کا تصنیف شدہ ہے۔ دیکھو گورمت سدھاکر دیانی بیوراحکر ص۳۹ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ سکھ صاحبان کو یہ عادت کہ اپنی کلام دوسرے کی طرف منسوب کرنا اپنے گرو کی طرف سے ورثہ میں ملی ہے جیسا کہ گورو ہر گوبند صاحب اور گورو گوبند سنگھ صاحب کے اس فعل سے ظاہر ہے پھر گرنتھ صاحب میں آنند صاحب کی چالیس پوڑیاں ہیں جن میں سے ۳۸ تیسرے گورو کی تصنیف ہیں اور انتالیس ۳۹ چوتھے گورو کی اور چالیسویں پانچویں کی بنائی ہوئی ہے۔ دیکھو بانی بیوراص۸۱۔ لیکن گرنتھ صاحب میں یہ بانی راگ رام کلی میں درج ہے اور اوپر محلہ ۳ لکھا ہے۔ حالانکہ ۳۸ پوڑیاں محلہ ۳ اور ۳۹ پر چار اور چالیسویں پر محلہ ۵ چاہیئے تھا۔

دوسرا سوال جو قابل غور ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ کیا ثبوت ہے۔ کہ وہ خالی ورق گورو تیغ بہادر صاحب کی بانی درج کرنے کے لئے تھے۔ ممکن ہے کہ وہ کسی اور مصلحت کی بناء پر خالی رکھے گئے ہوں۔ اگر گورو صاحب نے گورو تیغ بہادر کی کلام کے لئے وہ خالی ورق رکھے تھے۔ تو اس کا ثبوت ہمیں گورو ارجن صاحب سے لے کر گورو تیغ بہادر صاحب کے زمانہ تک کی تحریروں سے ملنا چاہیئے۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا۔ کہ جب گورو گوبند سنگھ صاحب نے اپنے اور اپنے والد سری گورو تیغ بہادر کے کلام کو گرنتھ صاحب میں درج کیا۔ تو سکھوں نے تحریف کے الزام سے بچنے کی خاطر یہ فرضی قصہ بنایا۔ کہ چونکہ یہ خالی اوراق اس غرض سے چھوڑے گئے تھے۔ کہ گورو تیغ بہادر صاحب کی بانی درج ہو۔ اس لئے گورو گوبند سنگھ صاحب نے ایسا کیا ہے۔ حالانکہ یہ بات صریح غلط تھی۔ نہ کوئی پیشگوئی تھی۔ اور نہ ہی گورو گوبند سنگھ کو گرنتھ صاحب میں دست اندازی کا کوئی حق حاصل تھا۔ اگر یہ کوئی پیشگوئی ہوتی۔ تو گورو تیغ بہادر صاحب خود اپنا کلام درج کرتے۔ ان کا ایسا نہ کرنا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ کوئی پیشگوئی نہ تھی۔ اگر گورو گوبند سنگھ صاحب نے پیشگوئی کے مطابق کیا۔ تو ان کو اپنا کلام درج کرنے کا کیا حق حاصل تھا؟

گرنتھ صاحب کی تحریف پر عقلی دلیل

آگے چل کر بھائی سیوا سنگھ صاحب نے بتایا ہے۔ کہ گورمکھی حروف کے موجد گورو انگد صاحب تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"اور ان کے جانشین گورو انگد صاحب گورمکھی حروف کے موجد تھے"۔ (نور کا فتور ص۳۵)

پھر پروفیسر سندر سنگھ صاحب نے بھی لکھا ہے۔ کہ گورمکھی حروف کے موجد گورو انگد صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"گورمکھی حروف کی ایجاد"

"جب انہوں نے دیکھا۔ کہ پنجابی کے لئے موزون حروف ہی نہیں ہیں۔ تو انہوں نے گورمکھی حروف ایجاد کرکے پنجابی زبان کے لئے پاؤنیر کا کام کیا۔" (تواریخ گورو خالصہ مصنفہ سردار سندر سنگھ ایم۔ ایس۔ سی پروفیسر گورو نانک کالج گوجرانوالہ صفحہ ۶۹)

پھر گیانی گیان سنگھ صاحب اپنی تواریخ میں لکھتے ہیں۔

"اور گورو نانک صاحب کے سچے اصولوں کی تائید و تقلید میں بڑی سرگرمی سے کوشش کرتے رہے۔ گورمکھی حروف بھی انہی کی ایجاد ہیں۔" (تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۲۳۷ جس کو خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی سے اجازت لے کر پنجاب خالصہ ایجنسی امرتسر نے شائع کیا۔

پھر ایک نظم رسالہ امرت میں چھپی جس کے ایڈیٹر جناب پروفیسر گنگا سنگھ صاحب ہیں۔ اس میں شاعر صاحب نے بھی بتایا ہے کہ گورمکھی حروف گورو انگد صاحب نے ایجاد کئے ہیں۔ چنانچہ گورو انگد صاحب کے متعلق لکھا ہے:۔

"پوجا چھوڑ کے دیویاں دیوتیاں دی
اک اونکار دا نام دھیان والے۔
بھاشا ویکھ پنجاب دی گلوں ننگی
جامہ گورمکھی والا پہنان والے۔"

(رسالہ امرت بابت ماہ جولائی ۱۹۳۳ء صفحہ ۴۸)

اس وقت میں نے بوجہ طوالت کے صرف مندرجہ بالا چند شہادتوں سے بتایا ہے۔ کہ گورمکھی حروف کے موجد گورو انگد صاحب ہی ہیں۔ جو بقول سکھ حضرات کے بابا نانک کے جانشین تھے۔

سکھ حضرات کے قول کے مطابق گورمکھی حروف۔ یعنی۔ اوڑا۔ ایڑا۔ ایڑی سسّا۔ ہاہا۔ ککا۔ کھکھا وغیرہ کے موجد سری گورو انگد صاحب ہیں۔ اب نتیجہ صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ یہ ۳۵ لفظ گورو بابا نانک صاحب کی کلام یعنی محلہ ا میں نہیں ہونے چاہیئے۔ سو واضح ہو جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ گورو نانک صاحب کو جب پاندھا کے پاس پڑھنے کے لئے بھیجا گیا۔ تو اس وقت آپ نے یوں پڑھنا شروع کیا۔

آسا محلہ ا پٹی لکھی

(۱) سسّے سوئی سرسٹ جن ساجی..... الخ
(۲) ایوڑی آدپرکھ ہے داتا.......
(۳) اوڑے اپماں تاں کی کیجے.....
(۴) ککّے گیان بوجھے جے کوئی پڑھیا پنڈت اسوئی
(۵) کھکّے کیس پنڈر جب ہوئے ون صابونے اجلیا
(۶) گگے گھند کار شاہ عالم کر خرید جن خرچ دیا۔
(۷) گگّے گوئے گائے جن چھوڈی گلی گوبند گر بھیا
(۸) گھگھے گھال سیوک جے گھالے سبد گرو کے لاگ رہے
(۹) ججے چار وید جن ساجے چارے کھانی چار جگا
(۱۰) چھچھے چھایا ورتی سبھ انتر تیرا.......
(۱۱) ججے جان منگت جن جاچے.....
(۱۲) جھجھے جھور مرہو کیا پرانی جو کچھ دینا
(۱۳) ننجے ندر کرے جا ویکھاں دوجا کوئی ناہیں۔
(۱۴) ٹٹے ٹنچ کرہو کیا پرانی......
(۱۵) ٹھٹھے ٹھاڈ ورتی تن انتر ہر چرنی......
(۱۶) ڈڈے ڈنف کرہو کیا پرانی جو کچھ ہوآ....
(۱۷) ڈھڈھے ڈھاہ اسارے آپے جیئوں تس بھاوے تیویں کرے۔
(۱۸) نانے روت رہے گھٹ انتر ہر گن گاوے سوئی
(۱۹) تتے تارو بھوجل ہوآ تا کا انت نہ پائیا
(۲۰) تھتھے تھان تھانتر سوئی جا کا......
(۲۱) ددے دوس نہ دیئو کسے دوس کرماں آپنیاں
(۲۲) دھدھے دھارہ کلا جن چھوڈی ہر....
(۲۳) ننّے ناہ بھوگ نت بھوگے.....
(۲۴) پپّے پاتساہ پرمیشر ویکھن کو....
(۲۵) پھپھے پھاہی سبھ جگ پھاسا جم کے سنگل..۔
(۲۶) ببّے بازی کھیلن لاگا...۔
(۲۷) بھبھے بھالیہہ سے پھل.......
(۲۸) ممّے موہ مرن مدھ سودن.....
(۲۹) ییّے جنم نہ ہووی کد ہی جیکر سچ پچھانے
(۳۰) راڑے رو رہیا سبھ انتر جیتے....
(۳۱) للّے لائے دھندے جن....
(۳۲) ووّے واسدیو پرمیشر ویکھن کو جن ویس کیا
(۳۳) ڑاڑے راڑ کریہہ کیا پرانی.....
(۳۴) ہاہے ہور نہ کوئی داتا.......
(۳۵) آئڑے آپ کرے جن چھوڈی جو کچھ کرنا سو کر رہیا کرے کرائے سبھ کچھ جانے نانک ساعر اوکھیا (سری گورو گرنتھ صاحب راگ آسا محلہ ا پٹی لکھی۔

گویا گورو نانک صاحب نے وہ ۳۵ لفظ یعنے گورمکھی حروف ہیں پٹی لکھی۔ تو اب فیصلہ کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا یہ کہ گورو انگد صاحب گورمکھی حروف کے موجد نہیں تھے۔ کیونکہ یہ حروف محلہ ا میں موجود ہیں۔ یا یہ کہ کسی نے خود تصنیف کرکے گورو نانک صاحب کی طرف منسوب کرکے گرنتھ صاحب میں درج کر دیئے۔ ممکن ہے کہ محلہ ۳ یعنی گورو امر داس صاحب نے خود تصنیف کئے ہوں۔ جیسا کہ اس کے آگے ان کی پٹی لکھی ہوئی ملتی ہے۔ ان ہر دو پٹیوں کی بناوٹ یکساں معلوم ہوتی ہے۔ اور انہوں نے محلہ ا کی طرف منسوب کیا ہو۔ اور یہ سری گورو گرنتھ صاحب کی تحریف ہونے کی ایک کھلی دلیل ہے۔

میں اپنے اس مضمون میں عرض کر آیا ہوں۔ کہ الہامی کتاب کے محفوظ ہونے کے جو ذرائع ہیں ان میں سے ایک بھی گرنتھ صاحب کے متعلق نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پایا جاتا۔ نہ تو اس کتاب کی حفاظت کا وعدہ ایشور نے کیا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی حافظ ہوا۔ اور نہ ہی یہ کتاب دیانت داروں کے سپرد کی گئی۔ بلکہ اس کے محافظ ایسے شخص ہوئے۔ جنہوں نے اپنی ہر ایک کتاب میں تحریف کی بلکہ فرضی کتب بنا کر گوروؤں کے نام منسوب کیں۔ گو گرنتھ صاحب جمع ہونے سے پہلے ہی نامکمل تھا۔ لیکن پھر بھی گورو ارجن صاحب نے اس میں اپنا تصرف کیا۔ اور کئی ایک بانیاں جو گورو نانک کی تھیں۔ درج نہیں کیں۔ اور موجودہ گرنتھ صاحب کے کئی ایک نسخوں میں اختلاف ہے۔ بلکہ قریباً قریباً ہر ایک بانی میں مت بھید ہے۔ بھگتوں کی تعداد میں اختلاف بھٹوں کی تعداد میں اختلاف گوروؤں کی کلام میں مبالغہ کہ بانی محلہ ۱۰ کی لیکن اوپر محلہ ۹ لکھا یا بانی محلہ ۴ کی لیکن ظاہر محلہ ۵ کیا گیا ہے اس طرح بھگتوں کے شبدوں کا حال ہے بتایا تو یہ جاتا ہے۔ کہ بھگت فرید جی کی شلوک اور شبد ۱۳۴ گرنتھ صاحب میں درج ہیں گو بعض نے ۱۴۴ لکھا ہے۔ لیکن سری گورو گرنتھ صاحب میں فرید جی کے شلوکوں میں جن کی تعداد ۱۳۰ ہے۔ بہت سے شلوک محلہ ۳ اور محلہ ۵ کے ہیں۔ نامعلوم کہ سکھ حضرات ان سب کو فرید جی کے شلوک کیوں شمار کرتے ہیں۔ کیا کوئی سکھ بھائی اس پر روشنی ڈالے گا۔

پھر گیانی پرتاپ سنگھ صاحب نے اپنی کتاب گورمت سدھانت میں کبیر صاحب کے ۵۳۴ اور ریداس کے ۴۰ اور نام دیو کے ۱۶۲ اور فرید جی کے ۱۴۴ شبد و شلوک بتائے ہیں۔ لیکن گرنتھ صاحب میں کبیر صاحب کے ۵۴۰ ریداس کے ۴۱ نام دیو کے ۶۰ اور فرید جی کے ۴ شبد اور ۱۳۰ شلوک ہیں۔ دیکھو بانی بیورہ صفحہ ۹۴ چکر نمبر ۴۔ نامعلوم اس اختلاف کی کیا وجہ ہے۔ کیا یہ گرنتھ صاحب کو مشکوک ثابت نہیں کرتا۔ ایسے حالات میں گرنتھ صاحب کی حفاظت کا دم مارنا کس قدر فضول ہے۔

اس ضمن میں ہم سکھ حضرات سے ایک سوال دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ سکھ تواریخ میں آیا ہے۔ کہ گورو ہر رائے صاحب کے بیٹے رام رائے نے شاہی دربار میں گرنتھ صاحب کے ایک شبد کو الٹایا یعنے اصل عبارت "مٹی مسلمان کی پیڑے پئی کمہار" کی جگہ "مٹی بے ایمان کی پیڑے پئی کمہار" پڑھا یعنے مسلمان کی جگہ بے ایمان پڑھا تو گورو ہر رائے نے ساری عمر بھر اس کو منہ نہیں لگایا۔ بلکہ وہ بیچارہ گدی سے محروم ہو گیا۔ گویا ایک لفظ کے بدلنے سے ان کو کتنی کڑی سزا ملی۔ اب جائے غور ہے۔ کہ گورو گوبند سنگھ نے کئی ایک لفظوں کو بدلایا مثلاً جب آپ نے نیلہ لباس اتارا تو اس وقت پڑھا۔ "نیل بستر لے کپڑے پھاڑے ترک پٹھانی عمل گیا" حالانکہ سری گورو گرنتھ صاحب میں "نیل بستر لے کپڑے پہرے ترک پٹھانی عمل کیا" لکھا تھا۔ گویا آپ نے کپڑے پہرے کی جگہ کپڑے پھاڑے اور عمل کیا کی بجائے عمل گیا پڑھا۔ اور پھر آدگرنتھ میں "خلاصے" لفظ تھا۔ لیکن آپ نے "خالصے" لکھ لیا۔ کیا یہ وہی جرم نہیں جو رام رائے نے کیا۔ جس کے سبب اس کو اتنی سزا بھگتنی پڑی۔ اب قابل غور بات یہ ہے۔ کہ رام رائے کی طرح گورو صاحب کو کیوں سزا نہ دی گئی اگر یہ کہا جائے کہ گورو کو سزا کون دے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ خالصہ پنتھ۔ کیونکہ پنتھ گورو کو سزا دے سکتا ہے۔ جیسا کہ ایک دفعہ گورو گوبند سنگھ نے دادو جی کی قبر کو سلام کیا۔ تو سکھ پنتھ نے آپ کو مجرم قرار دیتے ہوئے جواب طلبی کی۔ اور جرمانہ کر دیا۔ جس کو گورو نے بخوشی ادا کیا۔ تو کیا وجہ ہے کہ پنتھ نے گورو کے اس فعل پر کہ انہوں نے گرنتھ صاحب کی بانی میں گڑبڑ کر دی۔ اور وہی جرم کیا جو رام رائے نے کیا۔ تو آپ کو مجرم نہ گردانا گیا۔ کیا کوئی گیانی بھائی اس پر روشنی ڈالے گا۔

سکھ ودوانوں کو گرنتھ صاحب کی تحریف کا اقرار

پروفیسر صاحب سنگھ صاحب بی۔ اے خالصہ کالج امرتسر لکھتے ہیں :۔

"جس گوربانی دے ادھار تے من مت دا پرچار کیتا جا رہیا سی ہولے ہولے اس سمبندی کئی کئی شک پین لگ پئے۔ کہ شاید ایس وچ بھی ملاوٹ ہو گئی ہووے "راگ مالا" دا ترنا کئی حلقیاں وچ بڑا اسوادلا جا پیا جس دا پیٹا اے ہویا کہ کجھ سجناں دے ملاوٹ سمبندھی شک ہور ودھ گئے۔ تے اوہ ہور ہور کسے پاسے ہی اپنی وچارنوں ڈراون لگ پئے بھٹاں دے سویاں اتے "گور منتر دیاں تبدیلیاں" "رام کلی سد" اتے شلوک ایہو جیہے کئی ہور کرشمے شاید ایسے پرنادوڑ دے ہن جو ایس ویلے دکھ دائی ثابت ہو رہے ہیں۔ . . . . ملاوٹ دا شک کرن والے سجناں نے کجھ سمے تو بھٹاں دے سویا سمبندھی عجیب سر دہا ہین بچن بھی لکھنے شروع کر دتے ہین" (رسالہ امرت بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۱۰۶)

اس تحریر میں پروفیسر صاحب اُن سکھ عالموں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس گوربانی (گرنتھ صاحب) کے سہارے پر من مت کا پرچار کیا جا رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اُسی گرنتھ صاحب کے متعلق شک پڑنے شروع ہو گئے۔ کہ شاید اس میں ملاوٹ ہو گئی ہے۔ "راگ مالا" کے متعلق تو آپس میں بہت دلچسپی سے مباحثات ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس کی وجہ سے تحریف کے متعلق لوگوں کے اور بھی شکوک زیادہ ہو گئے۔ بھٹوں کی کلام اور گورمنتر کی تبدیلیوں اور "رام کلی سد" پر شکوک پیدا ہو گئے۔ کہ یہ بھی ملاوٹ ہے۔ یہ باتیں دُکھ دینے والی ثابت ہو رہی ہیں۔ تحریف کا شک کرنے والوں نے تو بھٹوں کی بانی کے متعلق عجیب گھڑے ہوئے بچن لکھنے شروع کر دیئے ہیں۔

سردار شیر سنگھ صاحب ایم ایس سی کشمیر کی گواہی سردار صاحب سکھوں میں ایک ممتاز ہستی رکھتے ہیں۔ آپ کی تحریروں کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"جو ہن بے سمجھی نال اسیں شبداں نوں جناں دے ارتھ نہ سمجھدے ہوئے اس بھل اوپر اتر آئے ہاں جو اُنہاں شبداں نوں جناں دا ارتھ اسیں نہیں جان سکدے سری گورو گرنتھ صاحب وچوں کڈھن لئی ہمبلہ ماردے ہاں جد مینوں ایہ خبر آوندی ہے۔ جو فلانے نے بھٹاں دی بانی کڈھ چھڈی ہے۔ تے فلانے نے "پُرب ابھیچے" والا شبد کڈھ چھڈیا ہے۔ تاں مینوں مرن ترپلی آوندی ہے۔ مینوں اجیہا تر کیا آوندا ہے مانوں مرن ویلا آ پہنچیا ہے۔"

(رسالہ امرت بابت ماہ جولائی ۱۹۳۱ء)

بھائی صاحب افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ ہم لوگ اپنی بے علمی کے سبب اس غلطی پر اتر آئے ہیں۔ اور جس شبد کے گہرے ارتھ (ترجمہ) ہم نہیں جانتے اس کو گرنتھ صاحب سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب مجھے یہ خبر پہنچتی ہے۔ کہ فلاں سکھ نے بھٹوں کی بانی گرنتھ صاحب سے نکال دی ہے یا فلاں نے "پُرب ابھیچے" والا شبد گرنتھ صاحب سے نکال دیا ہے تو مردہ کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ ناظرین غور فرما دیں۔ کیا صاف اقرار ہے جس میں کوئی تاویل کی گنجائش نہیں۔ اب میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ "پُرب ابھیچے" والا شبد نکالنے کی کیا وجہ ہے۔ اس شبد میں سری گورو رام داس صاحب جو کہ چوتھے گورو تھے۔ وہ تیسرے گورو سری گورو امرداس کے تئیسویں بار تیرتھ یاترا کے متعلق لکھتے ہیں۔" نادن پُرب ابھیچے گورست گوردا س بھیا۔"

(توکھاری چھنت محلہ ۴ صفحہ ۱۰۳۶)

ابھیچے کہتے ہیں۔ جبکہ کورو کھشیتر میں اماوس کو سورج گرہن ابھجت نکشتر میں ہو یعنی گورو رام داس فرماتے ہیں کہ جب کورو کھشیتر میں اماوس کو سورج گرہن ابھجت نکشتر میں تھا۔ اور گورو امرداس صاحب ۲۳ ویں بار گورو کھشیتر کے تیرتھ پر اشنان کرنے گئے ہوئے تھے۔ وہاں پر سنگت کو آپ کا درشن ہوا۔ اس شبد سے گورو صاحب کا تیرتھ پوجا کرنا ثابت ہے۔ جو ہندوؤں کی ایک رسم ہے۔ چونکہ برخلاف اس کے سکھ اپنے آپ کو ہندوؤں سے الگ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن یہ شبد اُن کو ہندو ثابت کرتا ہے۔ تو اب ان کے پاس ہندوؤں سے الگ رہنے کا ایک ہی طریق تھا۔ کہ اس شبد کو ہی گرنتھ صاحب سے نکال دیا جاوے۔ ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ اس شبد کو تحریف کرنے کی کیا وجہ تھی۔ میں نے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے گرنتھ صاحب کی تحریف ثابت کر دی ہے۔ میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس مضمون کے لکھنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ بھائی سیوا سنگھ صاحب ایڈیٹر اخبار خالصہ سماچار امرتسر نے قرآن مجید کی تحریف پر ایک رسالہ لکھا جس کا جواب ہماری طرف سے دیا جانے کے بعد گرنتھ صاحب کے متعلق قلم اٹھانے کی ضرورت پیش آئی۔ (گیانی واحد حسین احمدی)

اخبار زمیندار کی تین ہزار کی اور کریمی پریس جس میں اخبار مذکور چھپتا تھا ایکہزار کی جمع شدہ ضمانت مسجد شہید گنج کے متعلق کسی مضمون کی بنا پر بحق ملک معظم ضبط کر لی گئی ہے اور مزید ضمانت کا پتہ نہیں کہ کس قدر لی جاوے۔

مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں نظر بندیاں

۱۵ر جولائی سے اب تک مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل اصحاب گرفتار ہو کر نظر بند کئے گئے ہیں۔

(۱) مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار لاہور
(۲) مولوی سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست لاہور
(۳) میاں فیروزالدین احمد صاحب — لاہور
(۴) پیر سید محمد شاہ صاحب سیالکوٹی — لاہور
(۵) ملک لال خان صاحب — گوجرانوالہ
(۶) کامریڈ محمد یعقوب حسن صاحب (دار اشاعت پنجاب لاہور) — لاہور
(۷) مولوی اختر علی خان خلف مولوی ظفر علی خان — لاہور
(۸) ملک لال دین قیصر صاحب — لاہور
(۹) مولانا شیر نواب خان صاحب قصوری — قصور
(۱۰) پیر سید زین العابدین صاحب گیلانی ملتانی — ملتان
(۱۱) سید سرور شاہ صاحب گیلانی علیگ — لدھیانہ
(۱۲) میر محمد دین صاحب میر — ״
(۱۳) کامریڈ ابو سعید انور امرتسری — لاہور
(۱۴) مولوی محمد اسحٰق صاحب مانسہروی نائب امیر ملت — راولپنڈی
(۱۵) سید غلام مصطفٰے شاہ گیلانی — ״
(۱۶) کامریڈ عزیز ہندی امرتسری — سیالکوٹ
(۱۷) مولوی غلام نبی صاحب مدیر زمیندار لاہور — لاہور

حقیقۃ الوحی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ معرکۃ الآرا نادر تصنیف جس میں اہل پیغام اور منکرین مسیح موعود علیہ السلام کے کفر و اسلام اور دیگر جملہ اختلافی مسائل مابین مبائعین و غیر مبائعین کا ناقابل اپیل فیصلہ ہے یہی وہ کتاب ہدایت انتساب ہے جس سے پیغامیوں کی روح سلب ہو جاتی ہے۔ ہر ایک احمدی اس کتاب کو خوب مطالعہ کرے اپنے پاس رکھے کوئی گھر احمدیوں کا اس سے خالی نہ رہے۔ قیمت مجلد تین روپیہ علاوہ محصولڈاک ہے۔ دفتر فاروق

اخبار سیاست لاہور سے بھی اسی سلسلہ مسجد شہید گنج میں ایک ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)